مسلسل اشاعت کے پینتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

532
ذی الحجہ، محرم ۱۴۳۰ھ
دسمبر 2009ء

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہرسال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیراثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7 -100-0001

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 6 - 1120

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت بُریری
15-1-15
K-36 اکبری گیٹ گلبرگ ٹاؤن لاہور

جلد نمبر ---- 45
شمارہ نمبر ---- 3
ذوالحجہ، محرم -- ۱۴۳۱ھ
دسمبر ---- ۲۰۰۹ء

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز (اہم رپورٹ): دینی جماعتوں کے خلاف ایک ناکام سازش۔
کس کی کارستانی اور کس کے اشارے پر؟ .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
مسلم حکمران اور سنت ابراہیمیؑ کی اصل روح (خطبہ عید الاضحیٰ) ...... حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ ۹
اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار .... حضرت مولانا انوار الحق صاحب ۱۴
عہد نبوی میں تحریر و کتابت کا رواج .... جناب توقیر احمد ندوی ۲۲
اوبامہ کی نئی افغان پالیسی .... جناب جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ ۲۹
شہید قرآن حضرت عثمانؓ .... مولانا عرفان الحق حقانی ۳۳
ذکر اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں .... جناب محمد شہاب اشرف ۴۴
فضلائے حقانیہ کی تالیفی و تصنیفی خدمات .... مولانا حبیب اللہ حقانی ۵۴
دار العلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۵۹
تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر 630435-630340(0923)
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com Fax(0923)630922
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز راشد الحق سمیع

اہم رپورٹ

دینی جماعتوں کے خلاف ایک ناکام سازش کس کی کارستانی اور کس کے اشارے پر؟

ملک میں جاری خانہ جنگی اور افراتفری کا وہ عالم ہے جس کے سامنے افغانستان اور عراق کی صورتحال بھی پاکستان سے کافی بہتر معلوم ہورہی ہے۔ روز بروز بگڑتی ملکی سیاسی صورتحال کسی نئے طوفانوں کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اقتصادی بدحالی نے بھی ملک کے پہیّے کو جام کردیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر توانائی کے پے در پے بحرانوں نے ہمیں افریقہ کے پسماندہ ترین ممالک کی صف میں کھڑا کردیا ہے۔ کرپشن اور حکومت کی نااہلی نے بھی پاکستان کو بنانا اسٹیٹ کا درجہ دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ان تمام نقصانات اور خامیوں کی جڑ نام نہاد عالمی دہشت گردی کے خلاف بننے والے اتحاد میں پاکستان کی شمولیت ہے۔ دن بدن پاکستان امریکی غلامی میں دھنستا چلا جارہا ہے۔ اسی کی ایماء پر افواج پاکستان اور انتظامیہ سوات' قبائلی علاقوں میں اپنے ہی ہم وطن پاکستانیوں سے حالت جنگ میں ہے اور اس کا جو شدید ترین ردعمل سامنے آرہا ہے اس نے پاکستان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں ہیں لیکن پھر بھی صاحبان اقتدار کو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ وہ پرائی جنگ میں اپنے ہی گھر میں سوختہ سامانی کا سامان ذوق وشوق سے فراہم کررہے ہیں۔ اس صورتحال میں حکومت نے خانہ پُری کیلئے مختلف مسالک کے صرف چند چیدہ چیدہ علماء اور سیاسی زعماء کو ۷ ردسمبر اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس کے سلسلے میں دعوت دی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی یہ رائے تھی کہ اس اجلاس کا حسبِ سابق کوئی نتیجہ سامنے نہیں آئے گا کیونکہ اس سے قبل بھی کئی اہم موقعوں پر ہم سب دینی جماعتوں نے مل کر جنرل پرویز مشرف' وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور آرمی چیف جنرل اشفاق کیانی کے سامنے اپنے خدشات' تحفظات اور اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ فوجی آپریشنز اور چند علماء کے فتوؤں سے یہ آگ بجھنے والی نہیں جب تک کہ اس کے عوامل پر غور وخوض نہ کیا جائے اور آپ یہ نہ سمجھیں کہ امریکہ کے اتحادی بننے سے آپ ہر طرح سے محفوظ ہوسکتے ہیں' جب تک آپ امریکی چھتری کے منحوس سایوں سے باہر نہیں نکلیں گے اس وقت تک ملک میں آگ کا یہ الاؤ مزید پھیلتا چلا جائے گا۔ طالبان پر تو انتقام سوار ہے' انہیں علماء کے نصیحتوں' واعظوں اور فتوؤں سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کیونکہ اس سے قبل بھی کئی موقعوں پر فتوے جاری ہوچکے ہیں۔ خود وفاق المدارس کے جید علماء کرام اور مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی مدظلہ نے تو کئی بار علمائے دیوبند اور مدارس کا موقف بار بار پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند نے بھی کافی

تفصیل سے ان تمام کاروائیوں کے متعلق تفصیلی فتویٰ دیا تھا لیکن پھر بھی طالبان کی کاروائیاں رُکیں نہیں۔ اور اب اس جنگ کے بھیانک نتائج سب کے سامنے عیاں ہیں۔ جب حکومت کسی ایک مطلوب شخص کیلئے پورا پورا گاؤں جہازوں کی ہولناک بمباری کے ذریعے صفحہ ہستی سے مٹائے گی اور وزیرستان وسوات میں ہر داڑھی والے شخص، ہر پختون اور ہر مدرسہ کے طالب علم واستاد کو بے گناہ گرفتار کرے گی ان کی تذلیل کی جائے گی اور تو اور سوات اور قبائلی علاقوں میں روزانہ درجنوں بے گناہ ومعصوم لوگوں کو کھیتوں میں لے جا کر بغیر کسی ثبوت اور بغیر کسی جرم کے فائرنگ کے ذریعے قتل کیا جاتا ہے تو اس کا ردعمل بھی لازمی سامنے آئیگا۔ چنانچہ اس تمام صورتحال کے پیش نظر دیوبند مسلک اور دیگر سیاسی جماعتوں کے سربراہوں اور وفاق المدارس کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ، دارالعلوم کراچی کے حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی مشورہ کیا اور آخر باہمی طور پر یہی طے پایا گیا کہ ۷ار دسمبر کے اجلاس میں سیاسی پارٹیوں کے اہم افراد نمائندوں کے طور پر شرکت کرینگے لیکن اس شرط کیساتھ کہ اجلاس کا ایجنڈا تمام علماء کے مشورے کے بعد جاری کیا جائیگا۔ چنانچہ جمعیت علماء اسلام (س) کی طرف سے راقم الحروف، حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب، حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب پر مبنی وفد ترتیب دیا گیا۔ جمعیت علماء (ف) کی طرف سے سینٹر حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور دیگر اہم رہنما نامزد تھے۔ اسی طرح جماعت اسلامی کی طرف سے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ صاحب، جناب میاں اسلم صاحب اور جماعت کے دیگر ساتھی تھے۔ اہلحدیث اور بریلوی حضرات کی طرف سے بھی نمائندے مقرر کئے گئے تھے۔ رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور وفاقی وزیر جناب علامہ حامد سعید کاظمی صاحب اور دیگر اہم افراد سے پہلے یہ طے ہوا تھا کہ رات کے وقت اجلاس کا مسودہ پہلے دیکھا جائیگا، اور اس میں تمام علماء و جماعتوں کی شرائط شامل کی جائیں گی۔ اگر وہ شرائط حکومت کو قابل قبول ہوں تو پھر نمائندے شرکت کریں گے ورنہ نہیں۔ وعدے کے مطابق تمام اہم جماعتوں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے گھر پر حکومتی مسودے کا انتظار کیا پھر ان سے رابطے بھی کئے گئے لیکن حکومت کے نمائندے مذاکرات کیلئے تلاش بسیار کے باوجود ہمیں فراہم نہ ہوسکے، اب اجلاس کے شرکاء کو یقین ہو گیا کہ حکومت مسودے کی تیاری کے سلسلے میں علماء سے کوئی مشاورت کرنے کو تیار نہیں تو یہ طے پایا کہ کل کے حکومتی اجلاس میں تمام جماعتیں اور اہم افراد شرکت نہیں کریں گے اور حکومتی کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اسی سلسلے میں مشاورت کی جگہ کے ٹیلی فون سے تمام اہم مرکزی سیاسی لیڈروں سے طویل صلاح مشورے جاری رہے، مولانا فضل الرحمٰن صاحب اِس دن ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی اکوڑہ خٹک میں تشریف فرما تھے۔ امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن صاحب، جناب لیاقت بلوچ صاحب بھی لاہور میں تھے، اہل حدیث کے سربراہ سینٹر پروفیسر ساجد میر صاحب سیالکوٹ میں تھے۔ ان تمام

حضرات سے فون پر بار بار طویل مشاورت ہوتی رہی۔ بالآخران قائدین کی ہدایات کے مطابق یہ طے پایا کہ کل حکومتی رویے اوراس کی غیر سنجیدگی کے خلاف ایک مؤثر پریس کانفرنس کی جائے تاکہ قوم کو بتایا جائے کہ حکومت اصل مسئلہ کا حل چاہتی ہی نہیں اور نا وہ اس آگ کو بجھانے میں مخلص ہے اوردوبارہ تمام اہم نمائندوں کا اجلاس کل صبح دس بجے پارلیمنٹ لاجز میں سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کے گھر پر منعقد ہوگا۔ رات کو بارہ بجے تک یہ اجلاس چلتا رہا' اسی دوران حکومتی حلقوں اور خفیہ ایجنسیوں کو دینی سیاسی جماعتوں کے آئندہ کے لائحہ عمل اور کل کی پریس کانفرنس کا علم ہوگیا۔ (اجلاس کے شرکاء موبائل فونز اور لینڈ لائن سے مرکزی قائدین سے ہدایات لے رہے تھے چنانچہ وہ سب ٹیپ ہوگئے) حکومت اس کے اعلیٰ حکام اوروہ قوتیں جن کے ہزاروں خفیہ ایجنٹ اسلام آباد میں تمام اہم وسائل اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ساتھ براجمان ہیں' انہوں نے رات گیارہ بجے سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری کے گھر سوہن حلوے کا ایک ڈبہ پہنچادیا کہ یہ مولانا صاحب کے لئے تحفہ ہے۔ صبح دس بجے مولانا عبدالغفو رحیدری کے ہاں میٹنگ شروع ہوگئی۔ اس میں حکومت کے رویہ کے خلاف پریس کانفرنس کا لائحہ عمل اوراہم نکات زیر بحث ہورہے تھے۔ اجلاس میں مولانا محمد خان شیرانی صاحب' سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ صاحب' مولانا عبدالغفور حیدری صاحب' جناب لیاقت بلوچ صاحب' جناب میاں اسلم صاحب' جناب زبیر صاحب' مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب' مولانا عبدالخالق صاحب' مولانا یوسف شاہ اور راقم الحروف موجود تھے باقی افراد ابھی پہنچنے والے تھے کہ اسی دوران حکومت کی طرف سے مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور جناب حاجی حنیف طیب صاحب اجلاس کے شرکاء کو منانے کیلئے تشریف لائے اوراس بات پر زور دیتے رہے کہ آپ حضرات استحکام پاکستان کانفرنس میں شرکت کریں۔ شرکاء نے ان پر واضح کردیا کہ آپ کا ایجنڈا کوئی اور ہے؟ آپ نے ہماری شرائط مسودے میں شامل نہیں کیں اور نا ہی رات کو آپ لوگوں نے ہم سے مشاورت کی۔ ہم خوانخواہ حکومت کے ساتھ شامل باجے نہیں بننا چاہتے اورآپ سے بھی ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ بھی اس حکومتی اجلاس میں شرکت نہ کریں کہ اس بے نتیجہ اجلاس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اس سے قبل بھی حکومت نے جو اجلاس بلائے اس میں صرف علمائے دیوبند اوراکابرین دیوبند ہی کونشانہ بنایا گیا اوراس سے نفرتیں مزید بڑھیں' مسائل اور پیچیدہ ہوئے اور فضا زیادہ زہر آلودہ ہوئی۔ آج بھی اگر ہم سب جماعتوں نے آپ کے اجلاس میں شرکت کی اور کسی مقرر کی طرف سے دوبارہ الزامات شروع ہوئے تو اس سے مزید اختلاف قوم کے سامنے آئے گا۔ ان حضرات نے جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو ہماری طرف سے یہ تین شرائط پیش کی گئیں:

(۱)　پاکستان کا امریکہ کے ساتھ اس نام نہاد جنگ میں مزید اتحادی بن کر رہنا شرعاً' اخلاقاً اور قانوناً حرام ہوگا۔

(۲)　پاکستان کے حدود میں بے گناہ معصوم شہریوں پر ڈرون حملے بھی قطعی حرام ہیں۔

(۳)　پاکستان کے تمام اہم علاقوں میں افواج پاکستان کے جاری آپریشنز فوری طور پر روکے جائیں اور امن کے

لئے مذاکرات کیے جائیں۔

اگر یہ شرائط حکومت ماننے کو تیار ہے تو اجلاس کے شرکاء آپ کی کانفرنس میں شرکت کے لئے آمادہ ہوسکتے ہیں۔ ورنہ صرف خودکش حملوں کی حرمت کے فتوی اور اس کی مذمت کا کوئی فائدہ نہیں نکلے گا کیونکہ یہ مسائل کا حل نہیں۔ ہم نے ان حضرات پر یہ بھی اجاگر کیا کہ اگر آپ اپنی غلامانہ پالیسیاں تبدیل کرلیں تو ہم یہ گارنٹی دینے کو تیار ہیں کہ اسی دن سے ملک میں جاری خانہ جنگی افراتفری اور خودکش حملوں کا سلسلہ ازخود رک جائے گا کیونکہ طالبان کی تمام مدافعانہ کاروائیوں کا ایک ہی نقطہ ہے کہ پاکستان امریکی چنگل سے آزاد ہوکر اپنی پالیسیاں خودمختار ملک کے طور پر اپنائے اور پاکستان جو اس لڑائی میں امریکہ اور نیٹو کے لئے ایک بیس کیمپ کے طور پر افغانستان کے خلاف استعمال ہورہا ہے اس سے الگ تھلگ ہوجائے۔ اگر یہ دو کام فوری طور پر کیے جائیں تو ہر طرح کی کاروائیاں اور خانہ جنگی رک جائیگی۔ لیکن مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ اس قدر سخت شرائط حکومت کہاں تسلیم کرسکتی ہے؟ حکومت کی اپنی مجبوریاں ہیں' آپ ان کے لئے نرم شرائط کا انتخاب کریں' میں نے بھی گزشتہ رات حکومت کو اس قسم کا سخت مسودہ پیش کیا تھا جو حکومت نے رَد کردیا۔ تو اجلاس کے شرکاء نے کھل کر کہا کہ جب آپ حکومت کے اہم اتحادی بھی ہیں اور وہ پھر بھی آپ کی تجاویز اور شرائط ماننے کو تیار نہیں تو ہماری شرائط اور تجاویز کو وہ کیسے قبول کرسکتے ہیں؟

اسی گفتگو کے دوران مہمانوں کی تواضع کے لئے مولانا حیدری صاحب نے جو میزبان کے فرائض سرانجام دے رہے تھے' چائے بسکٹ اور سوہن حلوہ مہمانوں کے تواضع کے لئے پیش کیا (جو نامعلوم افراد رات کے اندھیرے میں ان کے گھر چھوڑ آئے تھے) اور ان کے خادموں نے پلیٹیں تقسیم کیں اور اس میں سوہن حلوہ کا ایک ایک پیس سب کیلئے ڈالا۔ چنانچہ اکثر حضرات نے تھوڑا تھوڑا چکھا (صرف مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے جماعتی ساتھیوں نے اس سے احتراز برتا) اسی دوران مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے چائے وغیرہ پی لی اور ناکام ونامراد اپنے حکومتی اجلاس میں مایوس ہوکر چلے گئے۔ اسی دوران پریس کانفرنس کی جگہ کا تعین اور وقت کا انتخاب ہورہا تھا کہ اچانک اجلاس کے شرکاء پر خطرناک اور مہلک ترین زہر کا اثر شروع ہوگیا اور چار پانچ منٹ کے اندر اندر اجلاس کے تمام شرکاء شدید تکلیف اور عارضہ قلب میں مبتلا ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ نو افراد موت وحیات کی کشمکش میں نظر آنے لگے۔ مجھ پر اس وقت تک زہر کا اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ کم کھانے اور پرہیز کی عادت کے باعث میں نے صرف وضع داری نبھانے کے لئے ایک چیچ چکھ لیا تھا۔ اسی عادت کے باعث کچھ بچت ہوگئی۔ بہرحال ان تمام حضرات کو فوری طور پر ایمبولینس کے ذریعے قریب ترین ہسپتال پولی کلینک لے جایا گیا۔ راقم نے خود گاڑی چلائی اور اپنے ساتھ کچھ مریضوں کو بھی لے گیا۔ لیکن پھر ہسپتال پہنچتے ہی زہر کا اثر میرے جسم میں پھیل گیا اور پھر کچھ ہی دیر میں ہوش وحواس' دل کی حرکت اور نبض کی رفتار نے مزید جسم وجاں کا ساتھ دینے سے انکار کردیا۔ ہمیں موت سامنے صاف نظر آرہی تھی تمام علماء اور اجلاس کے شرکاء نزع کی حالت میں کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کا وِرد کررہے تھے۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ زبان اور دماغ دونوں شل ہوکر

مزید الفاظ ادا کرنے سے بھی قاصر ہو گئے۔ اسی بے بسی کے عالم میں دل اس پر خوش تھا کہ ہم ایک نیک کام کے سلسلے میں آئے تھے اور ہمارا دشمن بھی ہمارے سامنے تھا جس کی مسلم دشمنی کسی سے عیاں اور چھپی نہیں پھر اس بات پر بھی اطمینان ہو رہا تھا کہ زہر کے ذریعے حضور اقدس ﷺ کو بھی دشمنوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی' آپ ﷺ کی ایک اور اہم سنت کا ہمیں بھی موقع مل گیا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم لطف وعنایت اور بے حد بے حساب فضل کے باعث اور ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں اور ملک اور دنیا بھر کے مخلص' ہمدرد دوستوں اور علماء وطلباء کی دعاؤں کی بدولت رات تک ہم موت وحیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد ہوش میں آہستہ آہستہ آتے گئے۔ ہمارے اکثر ساتھی تو ICU وارڈ میں عارضہ قلب کی شدت کے باعث منتقل ہو چکے تھے راقم اور ایک اور ساتھی ICU سے باہر اہم انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھے۔ اور صرف ہماری حالت خطرے سے باہر تھی۔ باقی حضرات ابھی خطرے سے باہر نہیں آئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا (ٹی وی چینلز) نے یہ ساری صورتحال لحہ بہ لحہ براہ راست پیش کرنا شروع کر دی۔ لیکن چونکہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر مغرب زدہ اور دین ومذہب بیزار افراد کا زیادہ غلبہ ہے لہٰذا انہوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار بھی طنز وتمسخر کے طور پر شروع کر دیا۔ علماء اور حلوے کے متعلق کارٹون تمسخر کے طور پر فوری طور پر پیش کئے جانے لگے۔ حالانکہ سارے ملک میں دینی جماعتوں کے کارکنوں اور متاثرہ خاندانوں میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی لیکن انہیں معاملہ کی سنجیدگی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ پھر بعد میں اخبارات میں بھی کئی نام نہاد دانشوروں نے علماء کی کردارکشی کے لئے ہتک آمیز کالموں کا سہارا لیا۔ زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ روزنامہ ''اسلام'' جیسے معتبر اور دینی اقتدار کے علمبردار اخبار میں بھی ایک نامعقول شخص نے مذاق کا سہارا لیا اور سارا زور اس بات پر صَرف کیا کہ ساری غلطی علماء کرام اور سیاسی جماعتوں کی ہے اس میں امریکہ یا حکومتی ایجنسیوں کا کوئی کردار معلوم نہیں ہوتا۔ کم سے کم اخبار کے ارباب حل وعقد کو تو اس موضوع پر صحافتی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیئں تھیں کہ اصل حقائق کیا تھے؟ بہر حال پریس کو علماء کے خلاف کی گئی اس بڑی سازش کو بے نقاب کرنے سے کوئی سروکار نہ تھا اور نہ ہے اگر یہ کرکٹ کے کسی کھلاڑی' فلمسٹار' فنکار یا سیکولر سیاسی لیڈر کے ساتھ ایسا اقدام ہوتا (جس طرح قومی کرکٹ کے کوچ باب وولمر کے کیس میں ہوا) تو سارا پریس آسمان سر پر اٹھا لیتا۔ چونکہ اس کا تعلق علماء طلباء اور دینی جماعتوں کے ساتھ ہے اس لئے اسے سنجیدہ نہیں لیا گیا کیونکہ علماء طلباء اور مذہب سے وابستہ افراد کا خون فی زمانہ پانی سے زیادہ سستا اور ارزان ہے۔ حالانکہ یہ سب سے مظلوم طبقہ ہے لیکن پھر بھی اسے ظالم اور گناہ گار قرار دیا جاتا ہے۔

آخر اس قدر بڑی گھناؤنی سازش کے تانے بانے کہاں بُنے گئے تھے؟ کس کی ایماء پر ساری دینی جماعتوں کے اہم نمائندوں کو ہلاک کرنے کی سازش کی گئی تھی؟ کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی کہ ایم ایم اے کے ٹوٹنے کے بعد دوبارہ تمام دینی جماعتیں پہلی مرتبہ اکٹھی ہو رہی تھیں؟ اور یہ مقتدر قوتوں کو گوارا نہیں تھا۔

آخر کار پارلیمنٹ لاجز میں رات کے اندھیرے میں دو افراد بغیر کسی اجازت اور بغیر کسی رکاوٹ کے کیسے داخل ہو گئے؟

اس کیساتھ ساتھ ہاسٹل کے ہر دروازے اور ہر بلاک میں خفیہ کیمرے بھی نصب ہیں۔ان میں یہ دو افراد کیوں موجود نہیں؟ پھر سب سے اہم سوال یہ ہے کہ زہر کی رپورٹ اور خون کے ٹیسٹوں کی رپورٹس اب تک پندرہ بیس دن گزرنے کے باوجود سامنے کیوں نہیں آسکیں؟(باوثوق ذرائع بتارہے ہیں کہ حکومت اب اسے فوڈ پوائزنگ کا نام دے کر حقائق چھپانے کی کوشش کررہی ہے) اسکی ایف آئی آر پر کاروائی کیوں نہیں ہوئی؟(میزبان جماعت جمعیت علماء(ف) بھی اس واقعہ پر پراسرار خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔حالانکہ اصل میں یہ اس کے خلاف سازش کی گئی ہے اور اس کی عزت کا بھی سوال ہے۔ پھر یہ جماعت حکومت میں شریکِ اقتدار بھی ہے' انہیں تو زیادہ ذمہ داری اور غیرت کا ثبوت دینا چاہیے تھا اس کے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اس کی تحقیقات اور اس کی مذمت کے سلسلے میں ایک لفظ بھی منہ سے ادا کرنا گوارا نہیں سمجھا' حالانکہ یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔شاید حقائق کو بے نقاب کرنے میں اقتدار کی مجبوریاں اور مصلحتیں آڑے آرہی ہیں) یہ کونسی صحافت اور ابلاغ عامہ کا انداز ہے؟ دراصل علماء کی کردار کشی انگریز ذہنیت کی ایجاد ہے۔انگریز جب برصغیر پاک و ہند پر قابض ہوئے تو ان کے راستے میں صرف علماء حق ہی سدِ راہ بن گئے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لیکر ۱۹۴۷ء تک علماء کا مثالی کردار اور قربانیوں کی ایک لازوال داستان تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔علماء نے ہمیشہ عالمی استعمار اور ہر ظالم حکمرانوں کے خلاف اپنے خون جگر سے آزادی کی تحریکات کی آبیاری اور نشوونما کی ہے۔اسی باعث انگریزوں نے سب سے زیادہ علماء کے خلاف ہی ظالمانہ کاروائیاں کیں اور اس کیساتھ ساتھ انکے خلاف معاشرے میں انکی توقیر و عزت گھٹانے کیلئے کئی دیگر حربے بھی آزمائے۔اسی طرح علماء کے خلاف مختلف لطائف اور جھوٹی کہانیاں گھڑی گئیں تاکہ معاشرے میں انکی جگ ہنسائی ہوسکے۔حلوے اور مُلا کے متعلق کئی قسم کی فرضی کہانیاں بھی بنائی گئیں۔اسکے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کے کئی اہم باعزت کرداروں کی توقیر بھی گھٹانے کی کوششیں کی گئیں۔مثلاً ہمارے صوبہ سرحد میں پگڑی اور کُلا عزت' ناموس اور اسلامی روایات اور پختون تہذیب و ثقافت کا ایک اہم شعار ہے۔انگریزوں نے پگڑی اور خصوصاً کُلا نچلے طبقے کے افراد مثلاً ہوٹلوں کے ویٹروں' چوکیداروں اور میراثیوں کے سروں پر یہ سجادیں تاکہ پختون سرداروں اور علماء کا کردار کم کیا جائے(طرفہ تماشہ یہ ہے کہ آزادی کے ساٹھ سال بعد بھی پاکستان کے تمام بڑے ہوٹلوں اور گورنر ہاؤسز' وزیراعلیٰ ہاؤسز اور پی ایم ہاؤس میں اب تک چوکیداروں اور ویٹروں کے سروں پر پگڑیاں' کُلے اور جناح کیپ سجے نظر آتے ہیں۔غلامی کی یہ یادگار اب تک ان غلام حکمرانوں نے باقی رکھی ہوئی ہیں)اس کے ساتھ ساتھ انگریزوں نے مسلم معاشرہ کے ہنرمند اور کاریگر طبقوں کے خلاف بھی منفی پروپیگنڈے کیئے۔مشہور واقعہ ہے کہ دہلی میں ایک انگریز کمشنر کے سامنے ایک جولاہے نے ململ کا کپڑا جو کہ کئی گز پر مشتمل تھا ماچس کی ڈبیہ میں اُن کو پیش کیا۔اس قدر مہارت اور جولاہے کی کارگری کو دیکھ کر انگریز کمشنر حیران رہ گیا اور اس کی رپورٹ لندن بھیجی کہ ولایتی کپڑے کی مصنوعات اس وقت تک برصغیر میں نہیں بک سکتے جب تک ایسا نفیس اور باکمال طبقہ وہاں موجود ہو۔لہٰذا انگریزوں نے جولاہوں کے خلاف بھی منظم پروپیگنڈہ شروع کردیا اور انکو

معاشرے میں گھٹیا ثابت کرنے کیلئے کئی واقعات گھڑے۔ بہرحال ہمیں تو اس طنز و تشنیع پر فخر ہے کہ ہم ایک دینی کام کے سلسلے میں کام آئے۔ (لوگ تو زہریلی شراب پیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اسی فسق و فجور اور نشے کی حالت میں مرتے ہیں) ہمیں ایسی ہزاروں سازشیں اور موتیں پھر بھی قبول ہیں۔ حق و باطل کا میدان اَزل سے شروع ہے اور تا صبح قیامت یہ سجا رہے گا۔ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور　جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے　　یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

اگر حکومت نام نہاد اجلاس میں یکطرفہ کاروائی کر لیتی تو اس سے زیادہ نقصانات ابھر کر سامنے آتے اور امریکی استعمار کو اپنے غلبہ کیلئے زیادہ تقویت ملتی۔ اگر حکومت واقعی خودکش حملوں کو روکنا چاہتی ہے تو اسے اپنی آزادی کا چراغ پھر سے روشن کرنا ہوگا اور غلامی کی اندھیری رات کو اپنے مقدر کی پیشانی سے کھرچنا ہوگا ورنہ دن بدن ان حملوں میں جیسا کہ نظر آ رہا ہے اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے افغانستان کی مثال حکومت پاکستان کو ضرور اپنے پیش نظر رکھنی چاہیے۔ جہاں نیٹو اور امریکہ تمام تر جدید وسائل کے باوجود شکست و ریخت کے عمل سے گزر رہے ہیں تو پاکستان کہاں ان کا متحمل ہو سکتا ہے۔ طالبان سے اگر امریکہ افغانستان میں بار بار مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے اور انہیں شرکت اقتدار کی دعوت دے رہا ہے تو پاکستان کو بھی ضرور مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے لیکن یہ عمل ماضی کے عیارانہ مذاکرات کی طرح نہیں بلکہ خلوص دل اور خلوص نیت سے ہونا چاہیے اور اپنی پالیسیوں پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے اسی میں ملک و ملت کی بقاء اور پاکستان اور طالبان سمیت تمام فریقوں کی بھلائی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۳۲ سے:　(اوبامہ کی نئی افغان پالیسی)

معاملات سلجھائے اور اس کے بعد تین ممالک کے درمیان 'یونین' کے قیام کی بات کرے۔'' ان کی اس بات پر تعجب نہیں ہے کیونکہ یہی قوتیں ۱۹۸۹ء سے لے کر اب تک اس تذویراتی گہرائی کے نظریے کے متعلق منفی اور گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہی ہیں اور ناکام ہیں۔ یہ تصور انشاء اللہ مستقبل قریب میں حقیقت بنے گا۔

صوفی درویش (Whirling Dervishes) کے خالق جلال الدین رومی کہتے ہیں: ''یہ غیر معمولی طاقت کے حامل افغانستان کے لوگ دنیا کو اپنے زیر اثر کر لیتے ہیں۔'' (یہ اقتباس ادریس شاہ کی معروف کتاب The Sufis سے لیا گیا ہے۔) مولانا رومی کی حکیمانہ بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر جانسن جو کہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں تھے' مولانا کے بارے میں کہتے ہیں: ''انہوں نے اتحاد امہ کے سربستہ راز کھولے اور ابدی ہدایت کے راستے متعارف کرائے'' اور یہ پیغام دیا کہ افغانستان کی سرزمین سے ابھرتی ہوئی قوت ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے مقابل سویت یونین' امریکہ' اسرائیل' یورپی یونین اور بھارت سب کے سب پسپا ہو چکے ہیں۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ مسلم امہ کے اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے اور تبدیلی اور امن کی ہوا چل پڑی ہے۔ جس کی سرسراہٹ ابھی سے سنی جا سکتی ہے۔

خطبہ عیدالاضحیٰ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ضبط وترتیب: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

مسلم حکمران اور سنت ابراہیمیؑ کی اصل روح

مورخہ ۲۸ نومبر ۲۰۰۹ء بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو عیدالاضحیٰ کی نماز کے موقع پر اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں عظیم اجتماع سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا خطبہ نذر قارئین ہے۔ جسے مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ نے افادہ عام کی خاطر قلم بند کیا ہے۔(ادارہ)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. قالو ماھذہ الاضاحی یارسول اللہ قال سنة ابیکم ابراھیم.

میرے عزیز مسلمان بھائیو! الحمدللہ آپ کے سامنے تقریریں ہوئیں اور قربانی کا فلسفہ بیان کیا گیا یہ بڑی خوشی کا دن ہے اور ہماری خوشیاں اور عید یہ دنیا کے میلوں ٹیلوں کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ یہ عبادتوں سے وابستہ ہیں۔ ہماری چھوٹی عید بھی ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں ہم نے نفس کے ساتھ مقابلہ کیا اور پورا مہینہ روزے رکھے۔ ونھی النفس عن الھوی اور جائز اور حلال خواہشوں کو دبایا یہ آپ کی بڑی کامیابی ہے تو وہی انسان بڑا پہلوان ہے جس نے اپنے نفس پر قابو رکھا اور نفس جیسے دشمن کو پچھاڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب خوشیاں منانا آپ کا حق ہے اور وہ خوشی بھی عبادت کی شکل میں ہے جب عیدگاہ جاتے اور اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوجاتے ہیں اور دوسری خوشی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی عید یعنی عیدالاضحیٰ کی شکل میں دے دی جس کا تعلق قربانی کے ساتھ ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ جان کی قربانی چاہتا ہے کہ اے میرے بندے تو میرا اور میں نے ہی آپ کو پیدا کیا ہے۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنة تو قربانی اور اللہ کی راہ میں جان دینے کا سب سے بڑا مظہر اتم سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جس کو اللہ نے مختلف طریقوں پر آزمایا وہ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے اور اس زمانے کے تمام مذہبی امور کے سربراہ تھے وہ نمرود دور کے تمام مشرکوں کے سردار تھے اس طرح حضرت ابراہیمؑ کو ایک بڑا عہدہ اور منصب مل سکتا تھا لیکن آپ نے ان سب کو ٹھکرا دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو ہماری مخالفت کررہا ہے تو اس نے آپ کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا اور یہ آپ پر اللہ کی طرف سے دوسرا امتحان تھا جب تمام مشرکین جمع ہوئے

اور آپ کو آگ میں ڈالنے لگے اس وقت تمام فرشتے اور تمام مخلوقات رو رو کر آپ کی مدد کی درخواست کر رہے تھے کہ ہم آپ کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں ہم اپنی طرف سے آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ کے سوا کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ آپؑ نے بڑے صبر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا۔ یہ دوسرا امتحان تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس میں آپ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا۔ جب اللہ نہ چاہے تو آگ جلنے یا جلانے کا سبب نہیں ہے۔ تو وہ آگ گل وگلزار ہوگئی۔ کونی بردا و سلما علی ابراھیم اور اس امتحان میں آپ کامیاب ہوگئے۔ اور پھر تیسرا سخت امتحان آیا جب حکم ہوا کہ اپنے وطن کو چھوڑ دو۔ اللہ کی راہ میں اور اللہ کے دین کی خاطر اپنا وطن چھوڑنا یہ بھی ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ ہمارے افغانستان کے مسلمانوں نے ہجرت کر کے ایک بہت بڑی قربانی دی ہے۔ ان قربانیوں کے صلے میں اللہ تعالیٰ افغانستان کو اسلام کا قلعہ بنادے۔ گزشتہ بیس برس سے یہ کیمپوں میں رہ رہے ہیں اور تمام مشکلات کو برداشت کر رہے ہیں' یہ ترک وطن ہجرت ہے۔ ان ارضی واسعة فایای فاعبدون میری زمین بہت بڑی ہے۔

یہ بے وطن نہیں ہے' مہاجرین کو مہاجر نہیں کہنا چاہیے اور تمام عالم اسلام امت کے لئے ایک ہی وطن ہے۔ اسلام میں تمام زمین ایک وطن ہے اسلام میں مشرق و مغرب سرحدیں اور جغرافیے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ تیسرے امتحان کے لئے بھی تیار ہوگئے اور اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کا ایک بیٹا تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ اللہ نے آپ کو آزمانے اور آپ کے درجے بلند کرنے کے لئے آپ کو خواب میں حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دو۔ پیغمبر کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ آپ نے یہ خواب اپنے بیٹے کو سنا دیا۔ اس سے پہلے بھی آپ ایک بڑے امتحان سے گزر چکے تھے۔ جب آپ کو حکم ہوا کہ مکہ معظمہ جو بہت خشک اور ویران علاقہ تھا کہ وہاں جاؤ اور خانہ کعبہ سے تمام بتوں کو ہٹا کر دوبارہ آباد کر دو۔ رب اجعل هذا البلد امنا واجنبني وبني ان نعبد الاصنام آپ اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ اور اپنے چھوٹے بیٹے اسماعیل کو اس خشک اور ویران جگہ پر چھوڑ کر جا رہے تھے۔ حضرت ہاجرہؓ نے کہا کہ ہمیں قبول ہے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے گا وہ خشک اور ویران جگہ پر پانی کی تلاش میں کبھی صفاء کی طرف جارہی تھیں اور کبھی مروا کی طرف۔ جب آپ سات مرتبہ سعی کرتے ہیں تو یہ اس سنت کی یادگار ہے۔ یہ حج قربانی رمی سعی اور طواف یہ سب حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کی فلم ہے۔ اور اس کو اللہ نے اس امت کی شکل میں قیامت تک جاری فرمایا۔ آپ کی ہر ایک ادا ہر ایک انداز محفوظ کرنے کے قابل ہے۔ وتركنا عليه في الاخرين. سلم علی ابراھیم آپ نے اپنے بیٹے اور بیوی کو چھوڑ دیا۔ واجعل افئدة من الناس تهوي اليهم اللہ نے فرمایا کہ میں نے قیامت تک تمام مخلوق کے قلوب کو اس طرف مائل کر دیا۔ آج ہر سال لاکھوں حجاج کرام منیٰ اور عرفات میں جاتے ہیں یہ سب حضرت ابراہیمؑ کی

پیروی اور تسلیم ورضا ہے۔ پھر ایک اور امتحان آیا کہ اپنے بیٹے کو قربانی کردو اس سعادتمند بیٹے نے آپ سے فرمایا جلدی کریں یہ اللہ کا حکم ہے۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ بھی ایک بیٹے تھے۔ اور آج باپ اپنے بچوں کی بڑی محبت اور شفقت سے اسکی پرورش کرتے ہیں اور پھر یہی بچے بڑے ہوکر باپ سے گستاخی کرتے ہیں۔ اسلام کا مطلب تسلیم کرنا ہے پس دونوں باپ بیٹے نے اللہ کے حکم کو تسلیم کرلیا۔ فلما اسلما وتلہ للجبین ہ حضرات ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے زمین پر لٹادیا۔ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کردیا کہ اللہ بہت بڑا ہے اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیم سمجھ گئے کہ اللہ کی طرف سے بشارت آئی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر و للہ الحمد لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر. حضرت اسماعیلؑ بھی سمجھ گئے کہ اللہ نے ہماری قربانی قبول فرمائی ہے۔ آپ نے بھی فرمایا۔ اللہ اکبر و للہ الحمد. آج تمام مسلمان عرفہ کے دن سے جو تکبیرات تشریق پڑھتے ہیں تشریق کا مطلب ہے روشن ہونا یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مکالموں کو قیامت تک کیلئے محفوظ فرمادیا ہے۔ اسلئے ہم تکبیرات پڑھتے ہیں۔ اس تمام باتوں سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی تمام زندگی قربانی ہجرت آزمائش اور تسلیم ورضا سے عبارت ہے۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض کہ مسلمان وہی ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ امریکہ اور روس کے ساتھ دوستی نہ کرے۔ آج اٹھاون اسلامی ملکوں کے حکمرانوں نے حضرت ابراہیمؑ کے سبق اور طریقوں کو بھلادیا ہے۔ آج انہوں نے لات ومنات امریکہ ویورپ بش اور اوبامہ کو اپنا دوست بنایا ہوا ہے۔ آج ہمارے حکمران امریکہ کی جنگ کو اور دشمن کی جنگ کو اپنے گھر لے آئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑنے پر مجبور کررہے ہیں۔ آج عالم اسلام کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ اور ہماری فوج اس قلعہ کی حفاظت کیلئے ہے۔ لیبیا کے صدر کرنل قذافی نے اپنے ملک کے تمام خارجہ امور کے سیکورٹی سربراہ کو پاکستان بھیجا تھا۔ اس نے دو گھنٹے تک مجھ سے ملاقات کی وہ التجا کررہے تھے کہ پاکستان مسلمانوں کا واحد سہارا ہے۔ اور کفار اسکو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کفار نے یہ آگ اس لیے لگائی ہے کہ وہ اس جنگ کے بہانے سے اس ملک میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ آج اسلام آباد کے تمام بڑے جگہوں پر انہوں نے قبضہ کررکھا ہے۔ یہ مسلمانوں کا واحد ملک ہے جس کے پاس ایٹم بم ہے ہماری ایٹمی قوت اسکی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ لیکن آج ہمارے حکمران امریکہ کے غلام بن چکے ہیں آج امریکہ ہمارے ایٹمی پروگرام پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کا اللہ پر ایمان اور یقین نہیں ہے۔ یہی قیصر وکسریٰ تھے اور رومن ایمپائر تھی اور اسکی بادشاہی امریکہ ویورپ سے بڑی تھی۔

لیکن انہی مسلمانوں نے اسکو شکست دے کر تہس نہس کردیا تھا۔ اگر آج یہاں میں جہاد کی بات کرتا ہوں یہ

بھی جرم ہے۔اور اگر مسلمانوں کے حق میں دعا کرتا ہوں یہ بھی جرم ہے۔اور اگر امریکہ کی تباہی و بربادی کیلئے بد دعا کرتا ہوں یہ بھی جرم ہے۔آج اگر صوبہ سرحد کے حکمران ہوں یا وفاق کے سب امریکہ کے حکم کے تابع ہیں۔آج صوبہ سرحد کی حکومت مولانا شیر علی شاہ صاحب کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ جاری کرتی ہے۔اس نے کوئی چوری نہیں کی قتل نہیں کیا۔اس کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ جہاد کی باتیں کر رہا ہے اور امریکہ کے خلاف باتیں کر رہا ہے۔اور وہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا انوار الحق صاحب کے خلاف بھی گرفتاری کے وارنٹ جاری کرتے ہیں۔کیوں اس لیے کہ وہ نماز جمعہ کے دوران جہاد کی فضیلت بیان کرتا ہے۔اور افغانستان کے طالبان کی فتح کیلئے دعائیں کرتا ہے۔تاریخ میں کبھی اسطرح نہیں ہوا انگریز دور میں بھی علماء جہاد کی فضیلت بیان کرتے تھے۔مجاہدین کیلئے دعائیں کیا کرتے تھے اور امریکہ کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے۔لیکن آج صوبہ سرحد کے حکمران اکوڑہ خٹک نوشہرہ سمی کے پیش اماموں کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ جاری کرتے ہیں۔انہوں نے قتل نہیں کیا چوری نہیں کی، ڈاکہ نہیں ڈالا، خودکش حملہ نہیں کیا۔ بس اسکا جرم یہی ہے وہ جہاد کی باتیں کر رہے ہیں۔ظالمو! ہمارا تو پورے قرآن پاک الم سے لیکر والناس تک ہر دوسری اور تیسری آیت جہاد کے بارے میں ہے۔کیا کوئی امام نماز میں بھی قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکے گا۔ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصٰری حتی تتبع ملتھم ۔کیا سورۂ توبہ بھی نہیں پڑھ سکے گا۔فاقتلوھم حیث ثقفتموھم. وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ۔حکمران مرکز کے ہوں یا صوبہ سرحد سب امریکہ کے غلام ہیں امریکہ کہتا ہے کہ قرآن سے جہاد کی آیتیں اور سورۃ توبہ نکال دو۔ہمارے جاہل حکمران اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ہم حضرت ابراہیمؑ کا نام کس منہ سے لیں گے۔اس نے نمرود کیساتھ مقابلہ کیا تھا۔آج کفار نے مسلمانوں کو نار نمرود میں ڈالا ہوا ہے۔یہ بھی ایک آزمائش ہے اور آج تمام حکمران چھپکلی کی طرح بن کر کفار کی مدد کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم اس چھپکلی کی طرح نہیں بلکہ اس چڑیا کی طرح بنیں گے جو اپنی چونچ میں پانی بھر کر اس آگ پر ڈالا کرتی تھی۔جب ہم قربانی کرتے ہیں تو قربانی کا مطلب ہے اپنی جان کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینا۔یہ تسلیم و رضا کا سبق ہے۔ہمیں قربانی کے فلسفہ پر سوچنا چاہئے۔اسکا مقصد گوشت نہیں ہے۔لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا (الآیۃ) قربانی کا گوشت نہیں روح مانگ رہا ہے۔میرے بھائیو! یہ بڑا نازک وقت ہے۔سولہ سو سالوں میں پہلی مرتبہ امت مسلمہ اتنی مشکل دور سے گزر رہی ہے۔

آج تمام کفریہ ملتیں چاہے وہ یہودی ہوں نصرٰی ہوں یا بدھ مت یا ہندو سب عالم اسلام کے خلاف متحد اور ملت واحدہ ہوگئی ہیں۔آج وہ اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں۔خود دہشت گردی کروا کر مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں۔اور ہمارے دینی ادارے جو امن کے علمبردار ہیں اسکو دہشت گردی کے اڈے کہتے ہیں۔یہ آپ کے

دلوں میں دینی اداروں کے خلاف نفرتیں پیدا کر رہے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے دارالعلوم حقانیہ میں ہزاروں طلبہ پڑھتے ہیں۔ ان پچاس سالوں میں آپ نے کبھی کسی طالب علم کے ہاتھوں میں چاقو تک دیکھا ہے یا کبھی فائرنگ کی آواز سنی ہے یا طالب علموں کو آپ نے لڑتے جھگڑتے دیکھا ہے۔ آپ نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طالب علموں کو پرامن رکھنے کیلئے باقاعدہ پولیس کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ جتنا امریکہ اور اسکے حواری ان مدرسوں اور طالب علموں کو دہشت گرد اور دہشت گردی کے اڈے کہتے ہیں اتنے ہی لوگ آرہے ہیں کہ ہم انکو سنبھال نہیں سکتے اور مجبوراً انکو واپس بھیج دیتے ہیں اور وفاق المدارس اور تمام مدرسوں میں طلبہ کی تعداد میں چالیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اب ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم ان مدارس کے ساتھ مدد کریں۔ ہم اپنے دشمن کو اسطرح شکست دیں گے اور اسکو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جس طرح امریکہ ہمارے تشخص کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہم اتنا ہی اس کی طرف متوجہ ہو جائینگے یہی ایک جواب ہے ہمارے پاس اور ہم اس طرح اپنے دشمن کو شکست دے سکیں گے۔ حج کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ تمام امت مسلمہ آپس میں ایک اور متحد ہو جائے تو آپ آپس میں جھگڑے ختم کریں اس وقت اگر کوئی نیشنل پارٹی والا ہے' مسلم لیگی ہے' جمعیتی ہے' دیوبندی ہے' بریلوی ہے' شیعہ ہے یا سنی ہے' آپ جھگڑے ختم کریں۔ اس ملک کی حفاظت کیلئے آپ متحد ہو جائیں۔ میدانِ عرفات میں خدا ہمیں اتحاد اور اجتماعیت کیلئے جمع کرتا ہے کہ آپ اسود وابیض سفید اور کالے سب ایک ہیں ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے گھر اور محلہ میں ایک ہوکر متحد ہوجائیں اختلافات اور جھگڑے ختم کریں۔

لا تحاسدوا ولا تباغضوا ۔حسد اور بغض ختم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے بعد آپ کفار نہ بنیں۔ (**الا ترجعوا بعدی کفاراً**) **رسول اللہ** ﷺ نے ہرایک خطبہ میں یہ فرمایا ہے۔ کافر کا مطلب یہ نہیں کہ نماز چھوڑ دیں بلکہ ایک دوسرے کے گردن نہ ماریں **یضرب بعضکم رقاب بعض** ۔ یہ تو کفار کا کام ہے مسلمان کا نہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ لوگوں کو بے گناہ مار دے۔ اللہ ہمیں اس امتحان سے نکالے اور تیسرے بڑی اہم شی یہ ہے کہ ان سخت حالات میں اللہ کو رجوع کرنا چاہیے اللہ کے حضور رونا چاہیے۔ اے اللہ ہماری امت پر رحم فرما۔ ہمارے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ عراق افغانستان کشمیر اور فلسطین کو ان عذابوں سے نکال۔ اے خدا ہمارے دشمن کو ذلیل وخوار فرما۔

اللھم شتت شملھم اے اللہ انکو منتشر فرما۔ انکی وحدت کو ختم فرما۔ **وخرب بنیاتھم و دمر دیارھم وخذھم اخذ عزیز مقتدر و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین**۔

سلسلہ خطبات جمعہ (۱)
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ با اللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وجزاء سیئة سیئة مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ انه لایحب الظالمین (سورہ شوریٰ)

ترجمہ: برائی کا بدلہ تو اسی طرح برائی ہے مگر (اس اجازت کے باوجود) جو شخص (برائی کرنے والے) کی معافی اور اصلاح (کی صورت) پیدا کرے تو اس کا ثواب واجر اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ تحقیق رب العزت زیادتی (یعنی ظلم) کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

حسن اخلاق: **عن ابن سعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یقول اللھم احسنت خلقی فاحسن خلقی** (رواہ احمد) ''حضرت ابن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ (دعا میں فرمایا کرتے تھے) اے اللہ آپ نے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے تو میرے اخلاق بھی بہتر بنا دیجئے۔''

محترم حضرات! ذکر کردہ آیت اور حدیث کے ضمن میں آج چند وہ صفات ذکر کرنے کی کوشش کرونگا جو ہمیں آپ سب اور تمام کائنات کے خالق و مالک یعنی رب العالمین اور اس کے محبوب ﷺ کے نزدیک پسندیدہ اوصاف میں سے ہیں ان صفات میں ایک ایسی صفت جو اکثر و بیشتر اوصاف حمیدہ کا منبع وسرچشمہ ہے اس کی تعبیر آپ حسن اخلاق سے کرسکتے ہیں۔ مکارم اخلاق ایک ایسا وسیع وجامع دو لفظوں پر مشتمل کلمہ ہے کہ جو انسان اس صفت سے مالا مال ہو جائے تو لا متناہی گناہوں سے محفوظ ہوکر اسی حسن اخلاق کی بدولت اس کیلئے دنیا وآخرت میں کامیابی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

سب سے بھاری عمل: یہی وجہ ہے کہ ایک فرمان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وزن اعمال کے لئے روز محشر میں جو ترازو ہوگا اس میں حسنِ اخلاق سے بھاری اور کوئی عمل نہ ہوگا۔ آپ کو ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ انسان پر اللہ جل جلالہ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ کسی کے لئے ان کا شمار کرنا ممکن ہی نہیں۔ لیکن اتنا تو اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ ان تمام نعمتوں میں سب سے بالاتر نعمت اخلاق حسنہ ہے۔ اس اہمیت اخلاق کے پیش نظر حضور ﷺ اکثر دعا فرماتے کہ یا اللہ آپ نے میری ظاہری شکل وصورت تو انتہائی متوازن، خوبصورت اور نقائص سے پاک پیدا کی اسی طرح میرے اخلاق بھی اعلیٰ بنا دیں جتنے کمالات عالیہ اور اخلاق حسنہ ہیں حقیقت میں یہ اللہ کے انہی

صفات کمالیہ کے مظاہر اور پرتو ہیں۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ خوش اخلاقی اللہ جل جلالہ کا عظیم خلق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے بعد انسانوں میں رب العالمین کے خلق عظیم کے امین رحمت دوعالمﷺ ہیں۔ مظہر خلق عظیم ہونے کی وجہ سے احکم الحاکمین نے آنحضرتﷺ کی مدح قرآن مجید میں ان مبارک الفاظ سے فرمائی۔

بہترین نمونہ عمل: انک لعلی خلق عظیم ''یقیناً (بلاشک وشبہ) آپؐ بہت بڑے اخلاق کے مالک ہیں'' اور پھر امت کو حکم فرمایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ (سورۃ احزاب) ''تمہارے لئے رسول اللہﷺ (کی بابرکت ذات میں) بہترین نمونہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔'' بہترین نمونہ کیوں ہیں؟ وجہ خود حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ وھب لہ کل خلق کریم ''رب العالمین کا ارشاد ہے کہ میں ہر اچھی خصلت آپ (محمدؐ) کو عطا کرتا رہوں گا۔ اسی وجہ سے مالک الملک نے اخلاق وعادات میں اعلیٰ صفات وکمالات کا حضور کو جامع بنادیا۔ تمام اعلیٰ صفات ان کی ذات میں جمع فرمادیں۔ حضورﷺ کے امتی کی حیثیت سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی کے ہر شعبے اور ہر قدم پر آقائے نامدارﷺ کے مقدس نمونہ کو اپنا فریم ورک بنا کر ان کی نقش قدم پر چلیں گے۔ امتی کو جس مسئلہ کی جس زمانہ اور جس وقت ضرورۃ ہو وہ حضورﷺ کے فرمان ''بعثت لا تمم مکارم الاخلاق ''مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔'' اسی مشکل اور مسئلہ کا حل موجود ہے۔

اخلاق نبوی مجسم قرآن تھے: خلق کا معنی محدثین ومحققین نے طبعی خصلت اور باطنی وصف ذکر فرمائے ہیں۔ آنحضرتﷺ کے ان باطنی اوصاف وکردار کو حسن خلق سے تعبیر کیا جاتا ہے حضورﷺ تمام ظاہری جسمانی اوصاف کیساتھ باطنی اور روحانی کمالات کا مجسمہ تھے حضرت عائشہؓ سے حضورﷺ کے اخلاق کے بارہ میں کسی نے پوچھا کہ ''کیف کان خلق النبیؐ . فقالت کان خلقہ القرآن یعنی قرآن میں جن اوصاف حمیدہ کا ذکر ہے حضورﷺ میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ گویا آپکا چلنا' پھرنا' اٹھنا بیٹھنا۔ سونا' تمام معمولات' معاملات اور عبادات وہی تھے جسکا قرآن نے حکم دیا تھا' حسن خلق تو ایسا لفظ ہے جسکا مفہوم اور جن امور پر اسکا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ تو کیا معمولی پڑھا لکھا انسان بھی خوب جانتا ہے کہ اس سے مراد۔ حلم ودرگزر' صبر واستقامت' انکسار وعاجزی' تواضع' نرمی وشفقت' ایثار وبردباری' زہد واللہ کا خوف۔ رحم' انسانوں کے ساتھ معاملات وسلوک' اپنے اور غیروں حتیٰ کہ دشمنوں کیساتھ سلوک' چلنے پھرنے کا انداز' عبادات میں کیفیت' صلہ رحمی' غمخواری' سچ بولنا اور جھوٹ سے نفرت۔ ظاہر وباطن کی نفاست اور طہارت' ملنے جلنے کے آداب' اٹھنے بیٹھنے میں وقار' انسان تو انسان حیوانات جو غیر ناطق ہیں کے ساتھ برتاؤ انسانیت کا احترام لعنت غیبت وملامت سے بچ کر رہنا الغرض اوصاف حسنہ کا ذکر اور شمار کرنے کا سلسلہ اگر جاری رکھوں تو ان کے لئے ایک اور طویل مجلس چاہیے۔ جو چند ذکر کردیئے اب ہمیں ان پر غور کرنا چاہیے کہ ہمارے محسن انسانیتﷺ صحابہ تابعین اور اسلاف میں کس درجہ موجود تھیں۔ اور آج جو ہم صرف ان کے نام لیوا ہیں اور ان کے نام لینے کے صدقے

ہم پر رحیم وکریم ذات جو احسانات کر رہے ہیں آیا ہم اسکے اہل اور مستحق ہیں یا نہیں۔

تحمل وتسامح کی ایک مثال:

امام الانبیاء کی صفت حلم اور بردباری کو دیکھنا چاہیں تو جلیل القدر صحابی حضرت انسؓ کی زبانی سنئے اور پھر حضور ﷺ کے اخلاق عالیہ کا موازنہ اپنے اخلاق سے کیجئے: **عن انسؓ قال خدمت النبی ﷺ عشر سنین فما قال لی اف ولالم صنعت ولا الا صنعت (بخاری و مسلم)** ''حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ میں نے دس سال آنحضرت ﷺ کی خدمت کی (اس دوران) مجھ کو آنحضرتؐ نے کبھی اُف (تک نہ کہا) اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور نہ یہ کہا کہ تم نے (فلاں کام) کیوں نہیں کیا۔''

ویسے تو آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ہر فرد حضور ﷺ کی خدمت اور ان پر اپنی جان، اولاد اور مال دولت نچھاور کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا اور ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ پیغمبر انقلاب پر قربان کرنے کے لئے ہمہ تن تیار تھا مگر بعض خوش قسمت ایسے صحابہ بھی تھے جن کا آپ ﷺ سے خصوصی تعلق رہتا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی عمر کا طویل حصہ صرف حضور ﷺ کی خدمت میں گزارا۔

علماء کرام اپنی اصطلاح میں: ایسے صحابی کو صاحب الوسادة والنعلین کے لقب سے نوازتے ہیں۔ جیسے آج کے دور میں ایک مصلح، عالم اور مرشد کا بعض معتقدین اور مریدین کیساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیر اور استاذ کی جملہ خدمت اپنے ذمہ لے کر انکے حوائج کو پورا کرنے کے لئے ہمہ تن گوش ہر وقت موجود و تیار رہتے ہیں ایسے ہی نیک بخت جماعت میں حضرت انسؓ بھی تھے۔ اس طویل خادمانہ تعلق کا تجربہ وہ بہ زبان خود بیان کر رہے ہیں کہ اس لمبے عرصے کے دور کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ میں نے حضورؐ کی مرضی اور پوچھے بغیر کوئی کام کیا ہو یا کبھی انہوں نے مجھے کام کرنے کا فرمایا ہو جسے میں نہ کر سکا تو اس کوتاہی پر ڈانٹا، غصہ کرنا، سزا دینا وغیرہ تو دور کی بات ہے کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ حضورؐ کے اس سلوک اور حسن اخلاق کا موازنہ اگر آج ہمارے کسی خادم سے طبیعت کے خلاف کوئی حرکت سرزد ہو تو قول وفعل سے اسکو سزا دینا اپنا فرض اور استحقاق سمجھتے ہیں۔

ایک ضروری انتباہ: یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ حضور ﷺ کا اس غلطی کو فراموش کر کے محسوس نہ کرنا ان امور کے بارے میں ہوتا جن کا تعلق ذاتی امور سے ہوتا اگر شرعی امور میں کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ ہوتا تو پھر فوراً اصلاح فرماتے۔ اغماض، چشم پوشی اور خاموشی اختیار کرنے کا سوچنا بھی ناممکن تھا۔ امت میں سب سے زیادہ دین کے حکم پر غیرت کرنیوالا اور اس حکم شرعی کی مخالفت کرنے والے کی سختی اور پوری قوت سے مقابلہ کرنے والے ہوتے۔

تاجدارِ نبوت ﷺ کی سخاوت: آنحضرت ﷺ کی صفت سخاوت کے سامنے اور لوگوں کی سخاوت ایسی ہے جیسی سورج کے مقابلہ چراغ، سائل کے کچھ مانگنے پر اس کے وہم وگمان میں بھی یہ نہ ہوتا کہ نہ صرف جو کچھ طلب کر رہا ہوں

آپ ﷺ دیں گے بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ بلکہ نا قابل تصور عطیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اس اعلیٰ صفت کے بارے میں ارشاد ہے۔ **وعن انس ان رجلا سأل النبی ﷺ غنماً بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتٰی قومہ فقال ای قوم اسلموا فو اللہ ان محمداً لیعطی عطاء مایخاف الفقر (رواہ مسلم)**

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان خالی جگہ کو بھرنے کے برابر بکریاں مانگیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اتنی بکریاں دے دیں (جتنے کا اس نے تقاضا کیا تھا) اس واقعہ کے بعد وہ شخص اپنی قوم کے پاس آ کر اُن سے کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو اسلام قبول کرلو خدا کی قسم محمد ﷺ مانگنے والے کو اتنا کچھ دیتے ہیں کہ فقر و غربت سے بھی نہیں ڈرتے۔ یعنی توکل، استغنیٰ کے اس عظیم درجہ پر فائز ہیں کہ جس دین کے علمبردار پیغمبر ﷺ ہیں یہ اسی دین اور مذہب کا خاصہ ہے اس لئے تم بھی اسلام لے آؤ۔

معزز سامعین! رحمۃ للعالمین، تمام رسل اور انبیاء کے سردار تھے۔ حضور سے پہلے جتنے انبیاء گزرے تھے رب کائنات نے آنحضرت ﷺ میں وہ تمام خصائص جمع فرمائے تھے جو انبیاء سابقہ میں موجود تھے۔ بلکہ ان کمالات کو انتہا کی حدود تک پہونچایا تھا۔

__عدیم المثال اور خوش خصال پیغمبر:__ ایک شاعر نے خوب فرمایا ہے:

حضور جیسا خوش خصال کیسے ہو میرے نبی سا عدیم المثال کیسے ہو

آج ہم میں سے ہر مسلمان اپنے اور پورے معاشرے کی تباہی، بربادی ایک دوسرے کے ساتھ قتل و قتال، ڈاکہ، چوری، زنا، غیبت، حقوق العباد سے غفلت وغیرہ کا ذکر تو ہر وقت کرتے ہیں، صرف ذکر کی حد تک یہ سلسلہ ہمارا جاری رہتا ہے۔ مگر عزم ہم کبھی نہیں کرتے کہ جس پیغمبر انسانیت اور مصلح اعظمؐ کو ہمارے لئے نمونہ بنایا گیا ہے اس کے اخلاق، عادات، معاملات، گھریلو و بیرونی زندگی کے تعلقات، حاجتمندوں کی حاجت روائی غرض زندگی کے ہر شعبہ میں جو سنہری اصول نہ صرف مقرر فرمائے بلکہ دنیا سے پردہ فرمانے تک اس پر ثابت قدم رہے ان سے فائدہ اٹھانے کی کبھی کوشش کی کیا ان اصولوں کی طرف توجہ بھی دی ہے۔ اسی صفت سخاوت کا مظاہرہ اگر ہم میں سے ہر صاحب استطاعت کرے تو مجال ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کے سامنے کاسہ گدائی پیش کرے نہ کوئی بھوکا رہے گا اور نہ بھوک افلاس کی وجہ سے خودکشی کرنے والا۔ کبھی کبھی آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں کہ اس دور کے برائے نام مسلمانوں نے خوبیوں سے بھرپور اخلاق و اصول جو ہمارے نمونہ اعظم محمد ﷺ نے بطور ورثہ چھوڑا ہم ان کو چھوڑے بیٹھے وہ ہم سے کفار و اغیار نے چھین لئے۔ ہم نے روشن خیالی کے خوشنما جال جس کی حیثیت صرف ایک سراب کے برابر بھی نہیں ہیں پھنس کر کفار کی برائیوں کو اپنانا اپنا طرۂ امتیاز سمجھ کر نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے کے مصداق بن کر تباہی و بربادی، کفار کے زیر نگیں ہونا ہمارا مقدر بن گیا ہے۔ حقیقی سائل محتاج حاجت پورا کرنے کے لئے اگر اتفاقاً آ بھی جائے تو اس کی حاجت روائی کرنے کی بجائے

اس کی تحقیر وتذلیل کر کے اس سے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ظلم کے مقابلہ صبر اور ہدایت کی دعا:

رحمۃ للعالمین کے صبر' درگزری اور بردباری کی صفات نبوت کے انتہائی قابل تقلید اور عظیم تر صفات میں ہیں' آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں دشمنوں نے دندان مبارک شہید کردیئے۔ چہرہ مبارک زرہ کی کڑی کی وجہ سے لہولہان ہوا مگر صبر واستقامت کے اس پہاڑ نے اپنی ذات کا بدلہ لینے کی بجائے رب ذوالجلال کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا شروع فرمائی کہ ''اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون'' ''یا اللہ میری قوم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرما کیونکہ یہ ناسمجھ ہیں''۔ مکہ مکرمہ زادھا شرفا کے قریبی شہر طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے جاکر غیر مسلموں کو راہ نجات دکھانے کے صلہ میں ان خدا کے بندوں نے نبی کریم ﷺ پر پتھروں کی بارش شروع کردی۔ حضور ﷺ خون سے تر بہ تر ہوگئے۔ اس ظلم وزیادتی پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی۔ غلیظ گالیاں' اور تہذیب وشرافت سے عاری کلمات بکتے رہے۔ شدت ضعف سے حضورؐ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ ہوش میں آنے پر ظلم کا بدلہ بددعا سے دینے کی بجائے رب العزت کے حضور دست مبارک بلند کر کے طویل دعا فرمانے لگے جس کا خلاصہ عرض ہے کہ اے رب کریم میں اپنی کمزوری' بے بسی' اور لوگوں کی نظروں میں توہین کی فریاد آپ ہی سے کرتا ہوں۔ اپنے ذات کی تحقیر کا بدلہ لینے کی بددعا کی جگہ گویا ہوئے میں ان لوگوں کی بربادی کے لئے دعا نہیں کرتا اگر یہ لوگ میری دعوت پر لبیک کرتے ہوئے ایمان نہیں لاتے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امید ہے ان کی آنے والی نسلیں انشاء اللہ ضرور اللہ احد پر ایمان لانے والی ہونگی۔ اور پھر وہی ہوا۔ حضور ﷺ کا حلم' بردباری اور ہدایت کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ حضور ﷺ کو اذیت دینے والوں کی اولاد میں اللہ' رسول اور اسلام کے عظیم المرتبت' جانثار صحابہ اور مسلمان اور اسلام کے عظیم داعی پیدا ہوئے۔ رحمۃ دوعالم ﷺ نے کبھی کسی کو مارا نہیں۔

انتقام نہیں عفوودرگزر:

اگر کبھی کسی کا غیر مناسب قول یا فعل سنتے یا معائنہ فرماتے' صرف یہ فرماتے ''مالہ تربت یداہ'' یہ جملہ عربوں کا ایسا مقولہ ہے جس سے کہنے والے کا مقصد لفظی معنی نہیں ہوتا صرف بطور تادیب وسرزنش تکیہ کلام کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ سلوک اور کیفیت اس وقت ہوتی کہ کسی کے غلط حرکت کا تعلق حضورؐ کی ذات اقدس سے ہوتا جہاں دین پر حرف آیا وہاں مسلمانوں میں سب سے زیادہ بہادر' غیرت مند اور دشمن اسلام کو ختم کرنے میں پہل کرنے والے ثابت ہوتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد مسلمانوں کو کفار کے مظالم سے بچانے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہوتا تو جنگ احد کے موقع پر کافر ابی ابن خلف کو اپنے دست مبارک سے قتل کردیا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے: وعن عائشۃؓ قالت ماضرب رسول اللہ ﷺ

شیئاً قط بیدہ ولا امرءۃ ولا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللہ وما نیل منہ شی قط فینتقم من صاحبہ الا ان ینتھک شئی من محارم اللہ فینتقم للہ (رواہ مسلم)

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ عورت اور خادم کو بھی نہیں مارا۔ علاوہ اس صورت کے جب آپ ﷺ خدا کی راہ میں جہاد کرتے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی فرد کی طرف سے آپ کو تکلیف پہونچی ہو اور آپ نے اذیت دینے والے شخص سے انتقام لیا ہو۔ البتہ اگر خدا کی حرام کی گئی کسی چیز کا کوئی ارتکاب کرتا تو اسے اس کی سزا دیتے (درگزر اور معافی کا سوال بھی پیدا نہ ہوتا)

عدل نبویؐ ایک نادر واقعہ: ایک دفعہ ایک معزز خاندان کی عورت نے چوری کی۔ جس کی سزا میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ چوری کرنے والی کے عزیز وقارب حضرت عائشہؓ اور آنحضرت ﷺ کے پاس ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش کرنے لگے جس کے جواب میں رحمۃ دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر میری بیٹی یہ کام جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے کر جاتی میں اس کیلئے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اسی سزا کا حکم دیتا تو اس جرم کرنے والی کی سزا کو کس طرح ختم کر دوں

زبان کا استعمال حیثیت واہمیت: انسانی جسم جو لاتعداد اعضاء پر مشتمل ہے اس میں انسان کی زبان کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ اگر کسی کو ایک شخص کے خوش خلقی یا بد خلقی کے علم حاصل ہونے کا شوق ہو تو معمولی علم وشعور والا آدمی زبان کے انداز گفتگو سے فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ آرے اور درانتی کی طرح چلنے والی زبان جس شخص کی ہے وہ اخلاق کے کس معیار پر فائز ہے۔ یہی زبان انسان کو جنت پہونچانے کا بھی اہم ذریعہ اور جہنم کی اندھی گہرائیوں تک رسائی بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتی۔ حضور ﷺ نے اس اہم عضو یعنی زبان کو کیسے استعمال فرمایا۔ حضرت انسؓ کے زبانی سنیں

وعن انس قال لم یکن رسول اللہ ﷺ فاحشا ولا لعانا ولا سبابا کان یقول عند المعتبۃ مالہ ترب جبینہ (رواہ البخاری) "حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ بدکلام تھے جب کسی کے (غیر پسندیدہ حرکت پر) آپ غصہ ہو جاتے صرف یہی فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

نبی لعنت کے لئے نہیں رحمت کے لئے آتا ہے: ایک موقع پر سرکار دو عالم ﷺ سے کافروں کے حق میں بددعا فرمانے کی درخواست کی گئی جس کے جواب میں قربان جائیں سراپائے رحمت وشفقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھے لوگوں پر لعنت کرنے والے کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا بلکہ عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ رب العالمین نے ہمارے لئے ایسا بے مثل نمونہ مبعوث فرما کر اس کی اتباع کا حکم دیا اور ہم ہیں کہ ماسوائے چند گھنٹے سونے کے جس میں ہم سے ہمارا اپنا اختیار سلب ہو جاتا ہے سارا زور کلام غلیظ ترین گالیاں، شرم وحیا سے عاری باتیں، عزت دار اور اخلاق حسنہ سے مالا مال اشخاص کی بے عزتی، غیبت میں خرچ کرنا اپنی ڈیوٹی اور دنیا میں آنے کی غرض سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی غور وفکر کیا ہے کہ جس نبی رحمت کی محبت کے دعوے کر رہے ہیں۔

زہر کھلانے والوں کو معاف کر دیا:

انکے اس صفت عفو و درگزر اپنایا ہے ان کی تو حالت یہ ہے کہ ایک یہودی عورت جو خیبر کی رہنے والی تھی حضور علیہ کے کھانے میں ایسا خطرناک زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی کہ صرف نوالہ منہ میں رکھا تھا کہ اسی زہر کا اثر دنیا سے رخصت ہوتے وقت تک موجود رہا۔ بعض مفسرین و بزرگوں کے قول کے اللہ نے حضور علیہ کے شوق شہادت کی تکمیل کرتے ہوئے اسی زہر کے اثر دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اور اللہ نے "واللہ یعصمک من الناس کہ اللہ آپ کو انسانوں کے ہاتھ مارنے سے محفوظ رکھے گا کی تکمیل بھی فرما دی۔ جن صحابہؓ نے اس زہریلے گوشت کا ایک نوالہ کھایا وہ شہید ہوئے۔ آنحضرت علیہ کو وحی کے ذریعہ قتل کی سازش کا معلوم ہو کر نوالہ منہ سے نکال دیا۔ ایسے سازشی اور اقدام قتل کرنے والی بدطینت عورت سے بدلہ لینے کی خاطر آپ نے ذاتی انتقام لینا تو دور کی بات بلکہ اسے معاف فرما دیا۔ اگرچہ روایات میں ہے کہ اس بدکردار عورت کو قصاص میں قتل کر دیا گیا مگر اسکی وجہ حضور علیہ کو تکلیف پہونچانا نہ تھا بلکہ جو صحابہؓ زہریلے گوشت سے شہید ہوئے تھے انکے قصاص کے طور پر اس عورت کا قتل ہوا۔

فتح مکہ عفو و رحمت کا مظاہرہ: محترم ساتھیو! مختلف مواقع پر آپ علماء واعظین سے وہ دردناک اور اذیت سے بھرپور واقعات اور مظالم سنتے رہتے ہیں جن کا سامنا آنحضرت علیہ مکہ کے تیرہ سالہ زندگی میں قریش مکہ کی طرف سے کرنا پڑا، ظلم و ستم کے تمام انواع و اقسام محبوب خدا علیہ پر انہوں نے آزمائے مگر چٹان سے بھی مضبوط عزم کیساتھ آپ ثابت قدم رہے۔ جب فتح مکہ ہوا اور اسلامی فوج کا جھنڈا مشہور صحابی حضرت سعدؓ جو انصاری تھے نے اٹھا رکھا تھا۔ حضرت سعدؓ کے منہ سے فتح کے موقع الیوم یوم الملحمہ "آج لڑائی اور جنگ کا دن ہے" صحابہ کلھم عدول کے مطابق ہر صحابی عادل اور حضور علیہ کے صفات و اخلاق حمیدہ کا حامل تھا۔ مگر اس جملہ سے شائبہ پیدا ہوسکتا تھا جس سے کوئی یہ سمجھے کہ آج جب فتح کے بعد حضور علیہ فاتحانہ انداز میں جو عجز و انکساری اور اللہ کے شکر پر مشتمل تھی داخل مکہ ہوئے۔ تمام مجرم جنہوں نے ایک لمبے عرصے تک حضور علیہ اور انکے مسلمان ساتھیوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے' قیدیوں کی صورت میں موجود تھے اپنے سپہ سالار یعنی حضور علیہ کے ایک معمولی اشارے سے عفو و درگزر غالب رہی ان تمام کفاروں کو معاف کرنے کا اعلان فرمایا۔

تلوار نہیں اخلاق کی: محسن انسانیت علیہ کا سلوک اور رویہ تو بدترین دشمن کے ساتھ ایسا ہے اور ہمارا انفرادی ہو یا اجتماعی' معمولی دشمن کے ساتھ رویہ اپنے آپ کو حضور علیہ کا امتی کہنا امتی کی توہین ہے کسی کی نامناسب بات پر ایسا لگتا ہے کہ ان کا آپس میں صدیوں کی ایسی دشمنی ہے جیسے ان کے درمیان قتل مقاتلہ ہو چکا ہو۔ اپنے مخالف کی تکلیف پر خوشی منانے کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ اپنے مسلمان بھائی جس کے وقتی ناراضگی اس پر اگر چھوٹا سا غلبہ حاصل ہو تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی مسلمان گروہ کو دوسرے گروہ پر غالب آنے کا موقع ملے تو خوشی کے

اظہار کے لئے اخلاق تو کیا شریعت و مذہب کے حدود کو پامال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی اذیت کو پہونچا کر اس کا جینا دوبھر کردیں۔ اور ہمارے آقا و مرشد ﷺ ہمیں دشمن کو ایسا سبق دینے کا درس دے رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب طائف کا محاصرہ چھوڑ کر واپس روانہ ہونے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ان کے لئے بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ **اللھم اھد ثقیفا وات بھم** "ثقیف (قبیلہ) کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس بھیج۔ آنحضرت ﷺ محبوب کبریا تھے ان کی دعا یقیناً قبول ہونی تھی۔ جو قبیلہ تلوار کے زور سرنڈر نہیں ہو رہی تھی، حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ اور دعا کے طفیل آنحضرت ﷺ کے سامنے اسلام کے سامنے گردن نہاد ہوئے۔ آقائے نامدار ﷺ کے حلم، درگزر اور بردباری کے واقعات وفرمودات مزید بیان کرنا چاہوں۔ تو مہینے کیا سال بھی ان کے احاطہ کے لئے ناکافی ہیں۔ حسن اخلاق کا مظاہرہ غریبوں، ناداروں کے ساتھ سلوک سے بھی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے دونوں طبقے مسلمانوں کے موجود تھے۔ غریب و نادار بھی تھے اور صاحب ثروت بھی۔ آپ ﷺ دونوں کو ایک ہی درجہ و مقام دیتے بلکہ غریبوں سے اس انداز میں پیش آتے کہ ان کے اذہان میں دولت سے محرومی کا احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ عبداللہ بن ابی اوفی حضور ﷺ کے غریبوں اور معاشرہ میں کم درجہ سمجھنے والوں کے ساتھ سلوک کا ذکر فرماتے ہوئے گویا ہیں:

اخلاق نبوی کی ایک جھلک:

وعن عبداللہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللہ ﷺ یکثر الذکر ویقل اللغو ویطیل الصلوۃ ویقصر الخطبۃ ولایانف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجۃ (رواہ نسائی)

"حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (حضور ﷺ کے بارہ میں) عرض کررہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ذکر میں اکثر مشغول رہتے۔ بیکار اور فضول باتوں سے احتراز فرماتے۔ نماز طویل اور خطاب مختصر فرماتے۔ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ان کی جو حاجت ہوتی پوری کردیتے۔"

وقت کی کمی کی وجہ سے ذکر کردہ حدیث میں حضور ﷺ کے حسن اخلاق کے سلسلہ میں جن اوصاف و معمولات کا ذکر ہے اور جنہیں ہمیں مشعل راہ بھی بنانا چاہیے اس کے برعکس ہمارا کیا کردار ہے وہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اگر زندگی رہی انشاء اللہ اگلے جمعہ اخلاق حسنہ کے سلسلہ میں جسے ہم نے بالکل بھلا دیا ہے مزید ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

رب العزت مجھے اور آپ سب کو آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے راہ پر چل کر اپنے قول و فعل، حرکات اور سکنات میں اخلاق نبوی ﷺ پیدا کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

توقیر احمد ندوی
رفیق دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

عہد نبوی ﷺ میں تحریر و کتابت کا رواج

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تحریر و کتاب کا رواج نہیں تھا' حالانکہ اس زمانے میں عرب میں بہت سے یہود قبائل آباد تھے' جن میں علماء و احبار کی بڑی تعداد تھی' ان ہی کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے:

"فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عندالله" (بقرہ ۷۹)

''ان کا برا ہو' جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔''

گو صحابہ کرام عموماً نوشت و خواند سے واقف نہ تھے' تاہم ان میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو لکھنا جانتے تھے اور رسول اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود کے جو علماء اسلام قبول کرتے تھے وہ ان صحابہ کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تعلیم دیتے تھے' اس کے علاوہ اسیران بدر میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی رہائی کی شرط یہ قرار پائی تھی کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں' پھر آپؐ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اسے لکھنے پر آپ نے کئی حضرات کو مامور کیا تھا' اسی طرح خرید و فروخت اور دین وغیرہ کے معاہدے و معاملات آپ نے لکھ لئے جانے کی ہدایت کی تھی' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایھا الذین امنوا اذاتداینتم بدین الیٰ اجلٍ مسمی فاکتبوہ (بقرہ ۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم کسی متعین مدت کے لئے قرض کا معاملہ کرو' تو اسے لکھ لیا کرو۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ لوگ تحریر و کتابت سے بہ حسن و خوبی واقف تھے' ابتدء میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن و حدیث کے خلط ملط ہو جانے کے اندیشے سے احادیث قلم بند کرنے سے منع کیا تھا جیسا کہ فرمایا: لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ [۱] (قرآن کے مجھ سے کچھ اور نہ لکھو' اگر کسی نے لکھا ہے' تو اسے مٹا دے) مگر جب لوگوں میں قرآن و حدیث میں امتیاز کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو آپؐ نے احادیث لکھنے کی اجازت دے دی تھی' جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اکتبوا الی من یلفظ بالاسلام من الناس [۲] ''جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں میرے

لئے ان کی فہرست تیار کرو۔''

یہ روایت بھی ہے کہ **لما اراد رسول اللہ ﷺ ان یکتب الی الروم قالو انھم لایقرؤون کتابا الا مختوما' قال فاتخذ رسول اللہ خاتما من فضة** (۳)

''جب رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کو نامہ مبارک ارسال کرنا چاہا تو لوگوں (صحابہ) نے عرض کیا' یا رسول اللہ! وہ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے لہٰذا آپ نے چاندی کی ایک مہر تیار کروائی۔''

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش کے ستر اشخاص لکھنا جانتے تھے' ان میں شفاعت عدویہ بھی شامل تھیں' ان ہی نے حضرت حفصہؓ کو بھی لکھنا سکھایا تھا' اسلام کے ابتدائی زمانے میں انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ۔ منذر بن عمروؓ۔ ابی ابن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ رافع بن مالکؓ۔ اسید بن حفیر بن عدی۔ بشیر بن سعدؓ۔ سعد بن ربیعؓ۔ اوس ابن خولیؓ اور عبداللہ بن ابیؒ وغیرہ لکھنا جانتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سعید بن العاصؓ زمانہء جاہلیت سے ہی اس سے واقف تھے۔ اسیران بدر کے علاوہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بچوں کو لکھنا سکھانے کا حکم دیا تھا' حضرت عبادہ بن صامتؓ اہل صفہ کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ کتابت کی بھی تعلیم دیتے تھے' حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر رقعات اور ٹکڑوں سے قرآن جمع کیا کرتے تھے' غرض عہد نبوی میں تمام اہم امور و معاملات تحریری شکل میں انجام پاتے تھے' اس کے لئے آج کل کی طرح اگرچہ کوئی باقاعدہ شعبہ قائم نہ تھا پھر بھی اس کا پورا التزام تھا اور احتیاط کی بنا پر آپ ہر کام کے لئے دو مخصوص ذمہ دار کاتب مقرر کرتے تھے اور وحی لکھنے والے تو متعدد صحابہ ہوتے تھے اور تحریروں کی حفاظت کا بھی بندوبست کیا جاتا اور کاتبین اپنی ذمہ داری بہ حسن و خوبی انجام دیتے۔

آپ کے مخصوص کاتبین میں حضرت علی ابی طالبؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ وحی کی کتابت کرتے' ان کی غیر موجودگی میں ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ یہ خدمت انجام دیتے' آنحضرت ﷺ کی ذاتی ضروریات و حوائج کو حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ اور حضرت معاویہ بن ابی سفینؓ لکھا کرتے' حضرت معاویہ کو کتابت وحی کا شرف بھی حاصل ہوا' لوگوں کے قرضہ جات اور معاملات وقضایا لکھنے کی خدمت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت حصین بن نمیرؓ کو تفویض کی گئی تھی۔ عرب قبائل کے پانی کے چشموں اور انصار کے خاص خانگی امور کی تحریر پر حضرت عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوثؓ اور علا بن عقبہؓ مامور تھے' اسی طرح غنایم کے جمع و تقسیم کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا' یہ خدمت حضرت معیقیب بن ابو فاطمہؓ انجام دیتے' حضرت زید بن ثابتؓ کتابت وحی کے ساتھ ساتھ امراو سلاطین کے نام خطوط اور دعوت نامے بھی لکھتے' ان کاتبوں کی غیر حاضری میں حضرت حنظلہ بن ربیع بن موقعؓ ان کی نیابت کرتے' اسی لئے ان کا لقب ''الکاتب'' تھا اور یہی آپ کے خاتم بردار بھی تھے' آپؐ کے عم محترم حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے متعلق کہا جاتا

ہے کہ وہ غزوہ بدر سے پہلے ہی خفیہ طور سے مسلمان ہو چکے تھے اور کفار مکہ کی سازشوں سے تحریر کے ذریعہ رسول اللہ (ﷺ) کو مطلع کیا کرتے تھے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کرام کو بحیثیت کاتب وحی مقرر فرمایا تھا' ان کی تعداد خاصی ہے مگر کتب سیر میں ان کے نام اور تعداد میں اختلاف ہے' تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وحی کو کتابت کے ذریعہ سے محفوظ کرنے کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا تھا' حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ قرآن مجید لکھ لیا کرتے تو آپؐ اسے پڑھوا کر سنتے اور غلطی درست کرواتے تھے اور اس بات کی خاص طور پر تاکید فرماتے کہ جس ترتیب سے میں تم کو بتلاؤں اسی ترتیب سے لکھو(۵)۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت زیدؓ قلم' دوات' کاغذ' چوڑی ہڈی یا پتلے پتلے پتھر لئے رسول اللہ (ﷺ) کے پاس بیٹھے رہتے تھے جب وحی آتی' آپؐ بولتے اور وہ لکھتے جاتے تھے' کہیں پر گھٹانے بڑھانے کی ضرورت ہوتی تو آپؐ فرماتے' زیدؓ تعمیل ارشاد کرتے تھے' چنانچہ ایک آیت میں جب ''غیر اولی الضرر'' کے بڑھانے کی ضرورت ہوئی تو اس کو ہڈی کے شگاف کے پاس لکھا(۶)۔ بخاری شریف میں بھی حضرت زید کے نام کی صراحت کے بغیر یہ حدیث موجود ہے۔(۷) امام ترمذیؒ حضرت انسؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب ہم قرآن لکھا کرتے تو حضورؐ فرماتے:

صعوا ھولاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا۔ (۸) بعض واقعات میں تو مصحف پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے' حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے سلسلہ میں جمہور علما کا اتفاق ہے کہ جب وہ اپنی بہن کے یہاں پہونچے تو میاں بیوی تلاوت قرآن میں مشغول تھے' ظاہر ہے اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہی مصحف کی شکل میں رہا ہوگا۔

کاتبین وحی کی فہرست میں بیس (۲۰)' چھبیس (۲۶)' اڑتیس (۳۸) اور بیالیس (۴۲) نام ملتے ہیں' ابن سید الناس نے اڑتیس نام درج کئے ہیں اور السیرۃ الحلبیہ میں بیس نام لکھے ہیں' امام بخاری کے یہاں جو نام ملتے ہیں ان میں سعد بن عبید بن نعمان اوسی' ابو درداعویمر بن زید بن قیس' معاذ بن جبل بن عمرو خزرجی' ثابت بن زید بن نعمان خزرجی' ابی بن کعب بن مالک نجاری' عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابتؓ وغیرہ کا نام شامل ہیں' حضرت معاویہ کے بارہ میں مذکور ہے کہ ان کو ان کے والد ابوسفیان کی درخواست پر مامور کیا گیا تھا۔ (۹)

اوپر گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ وحی کی کتابت کرا کر اسے محفوظ کرنے کا پورا اہتمام فرماتے' چنانچہ نزول وحی کے وقت جو کاتب بھی خدمت میں موجود ہوتے اس سے آپؐ اسے لکھا لیا کرتے' لیکن اگر کوئی نہ ہوتا تو کسی کو بلا لیتے' حضرت عثمانؓ کہتے ہیں: کان اذا نزل علیہ الشئی دعا بعض من یکتب (۱۰) اسی طرح بخاری شریف میں حضرت براءؓ کا قول درج ہے' وہ کہتے ہیں جب آیت ''لایستوی القاعدون'' نازل ہوئی تو رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت زیدؓ کو لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ (۱۱) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں' ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے قرآن

لکھا کرتے تھے'(۱۲) اسی طرح حضرت معاذ بن جبل' حضرت زید بن ثابت' حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم وغیرہ (۱۳) کے کتابت کردہ چار نسخوں کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ اور حضرت سعید بن عبیدؓ کے نسخوں کی موجودگی کا پتا چلتا ہے' اگر طبقات ابن سعد سے اس سلسلے کی تمام روایات جمع کر لی جائیں تو معلوم ہوگا کہ عہد نبویؐ میں کم از کم قرآن مجید کے دس نسخے پائے جاتے تھے۔(۱۴) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ تحریر و کتابت کا رواج عہد نبویؐ میں پورے طور پر ہو گیا تھا۔

متعدد صحابہ کرامؓ کے بارہ میں مذکور ہے کہ وہ یاداشت کی کمزوری کی بنا پر آپؐ سے جو کچھ سنتے اسے ضبط تحریر میں لے آتے' حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے' ایک انصاری نے اپنی یاداشت کی کمزوری کی شکایت کی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "استعن بیمینک وا ومابیده الخط" (۱۵) اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ فرمایا' حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا' ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں اور اسے لکھ لیا کرتے ہیں' اس سلسلہ میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: لکھتے رہو' اس میں کوئی حرج نہیں' حضرت انسؓ نے اپنے بچوں سے کہا' اس علم (حدیث) کو لکھ لیا کرو' آپؐ نے اہل یمن کے لئے لکھوا کر احکام بھجوائے' اس میں لکھا تھا قرآن صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے' غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جا سکتا اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک کتاب دیکھی' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ''صادقہ'' ہے' حضرت عبداللہ کہتے ہیں اس کو میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا اور اس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے' حضرت معبد بن ہلال سے منقول ہے جب ہم لوگ حضرت انس سے حدیثوں کے متعلق زیادہ پوچھ گچھ کرتے تو وہ تمام حدیثیں جو ان کے پاس لکھی ہوئی بہ حفاظت رکھی تھیں لے آتے اور کہتے یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھ لی تھیں اور آپ کو سنا کر تصدیق بھی کرالی تھی' حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو کئی پشتوں تک ان کے خاندان کے پاس موجود تھا' جس کا نام ''کتاب سعد بن عبادۃ'' تھا' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بھی اپنا اپنا مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا' ان کے علاوہ حضرت سعد بن ربیع بن عمروؓ حضرت سمرہ بن جندبؓ حضرت عبداللہ بن ربیعہ بن مرثد اسلمیؓ اور حضرت ابوموسی اشعریؓ وغیرہ نے بھی حدیثیں لکھی تھیں' کنزالعمال میں فضائل حدیث میں ایک روایت ہے: قال (رسول اللہ) من کتب عنی اربعین حدیثا رجاء ان یغفر اللہ له غفرله (۱۶) مستدرک حاکم میں بھی منقول ہے علم کو کتابت میں قید کر لو' حضورؐ کا ارشاد ہے' ''میں تمہارے اندر ایک ایسی چیز (قرآن) چھوڑ کر جاؤں گا' جس کو تم اگر مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے''۔(۱۷)

نبی کریم ﷺ نے جنگ سے متعلق امور و ہدایات بھی قلم بند کرا کے سپہ سالاروں کو بھیجے اور مختلف ممالک کے

امراو سلاطین کے نام تبلیغی خطوط بھی روانہ فرمائے، صلح حدیبیہ کے شرائط اور معاہدوں کی تحریر وکتابت کے ذکر سے سیرت کی کوئی کتاب خالی نہیں، آپؐ جب کسی صحابی کو کسی خطے کا عامل بنا کر بھیجتے تو اسے صدقات وزکوٰۃ وغیرہ کا نصاب تحریری شکل میں ضرور دیا کرتے، آپؐ نے جب حضرت انس بن مالکؓ کو بحرین کی طرف روانہ کیا، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زکوٰۃ کے متعلق کچھ احکام لکھوا کر ان کو دیے۔ ان ابابکر کتب له هذا الكتاب لما وجهه الى البحرين، بسم الله الرحمن الرحيم، هذا فريضة الصدقة التي فرض النبي ﷺ [۱۸] مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ حدیث رسول کا سرمایہ نہیں، اس کی وجہ یہ کہ حضورؐ کی تمام باتیں وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا، ما من اصحاب النبي ﷺ احدا اكثر حديثا عنه مني الا ما كان من عبدالله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب. [۱۹] امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، حضرت عمرو بن حزمؓ کو جب نجران کا عامل کر بھیجا تو آپؐ نے ان کے لئے صدقات ودیات اور فرائض وسنن وغیرہ سے متعلق ایک کتاب تحریر کرا کر ان کے حوالہ کی، بہ قول محمد بن شہاب زہری کے یہ کتاب چمڑے پر تحریر تھی، اور عمر بن حزمؓ کے پوتے ابوبکر بن حزم کے پاس تھی جس کو انہوں نے بھی دیکھا اور پڑھا تھا، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک مجمع میں دریافت کیا، کسی کو معلوم ہے کہ آپؐ نے شوہر کی دیت میں سے بیوی کو کیا دلایا ہے؟ حضرت ضحاک بن سفیانؓ نے جواب دیا، مجھے معلوم ہے حضورؐ نے مجھے یہ لکھوا کر بھیجا تھا یہ تحریر اشیم نامی صحابی کی بیوی کی وراثت سے متعلق تھی، آنحضرتؐ نے حضرت ابوشاہ یمنیؓ کو فتح مکہ کے موقع پر دیئے جانے والے خطبہ کو تحریر کروا کر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ [۲۰]

مختلف قبائل وافراد کے نام خطوط اور احکام اسلامی بھی لکھوا کر روانہ کئے گئے، جن کی تعداد بے شمار ہیں، ان میں سے بہت سے آج تک موجود بھی ہیں اور وقتاً فوقتاً یہ بحث وگفتگو کا موضوع بنتے رہتے ہیں، نجاشی کے خط کے سلسلہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ رقمطراز ہیں "ابھی حال میں حبشی اطالوی جنگ کی ابتدا میں اخباروں نے (ہمدم نے مصر کے اخبار البلاغ اور اس نے ادیس ابابا کے اخبار برہان اسلام سے نقل کر کے) یہ خبر شائع کی تھی کہ نجاشی نے اپنے خزانے سے آنخضرتؐ کا یہ خط جواب تک محفوظ ہے نکال کر مسلمانوں کے ایک وفد کو دکھایا تھا۔ [۲۱] ان ہی کے بہ قول آنحضرتؐ کا ایک مکتوب بنام کسریٰ پرویز بن ہرمز بھی اپنی اصلی حالت میں دریافت ہو چکا ہے، مورخین اور ارباب سیر کا ہمیشہ سے حضورؐ کے خطوط اور حکم ناموں کو محفوظ رکھنے کا رجحان اور معمول رہا ہے، ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے السعیر بن عدا کو جو دستاویز لکھ کر دی تھی وہ ان کے بیٹے ابن سعد کے سلسلہ رواۃ میں یحییٰ بن سلمان کو دکھائی تھی، عبدالله بن يحيىٰ بن سلمان قال، اراني ابن لسعير بن عدا كتابا من رسول الله ﷺ، اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے مہری بن الابیض کو ایک دستاویز دی تھی وہ بھی اب تک ان کے قبیلے کے پاس موجود ہے [۲۲] بنی

عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے بڑے بوڑھوں کے حوالہ سے ہشام بن محمد بن السایب الکلبی کو بتایا کہ مطرف بن عبداللہ وغیرہ بنی عقیل کا وفد لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضور نے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر مطرف کے حوالے کی جو ان کے پاس موجود تھی' اسی کی رو سے اس قبیلے کے افراد کو العقیق میں جاگیر ملی تھی' ربیع الاول ۳ھ میں کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کے بعد حضور ﷺ نے یہود سے جو معاہدہ فرمایا تھا' وہ بعد میں حضرت علیؓ کے پاس موجود تھا۔

آنحضرت ﷺ نے حکمرانوں کے نام جو خطوط روانہ کئے' ان میں دحیہ بن خلیفہؓ کے ہاتھ قیصر روم ہرقل کے نام نامہ مبارک بھیجا جو حاکم بصریٰ کے توسط سے ہرقل کو موصول ہوا' اس کے بعد جو طویل واقعہ پیش آیا وہ احادیث و تواریخ کی کتابوں میں بہ تفصیل محفوظ ہے' شہنشاہ ایران کسریٰ بن ہرمز کے نام آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن حذافہؓ کے ہاتھ پیغام اسلام بھیجا' عبداللہ بن حذافہؓ کہتے ہیں' میں نے اسے رسول اللہ (ﷺ) کا نامہ مبارک دیا تو اسے پڑھ کر سنایا گیا (سننے کے بعد) کسریٰ نے خط لے کر پرزے پرزے کر دیا' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم مزق ملکہ' [۲۳] ذی قعدہ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن بلتعہ کو اسکندریہ کے والی مقوقس کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ فرمایا تو اس کے نام ایک خط تحریر فرمایا' اس نے خط پڑھ کر کلمہ خیر کہا اور خط کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں مہر بند کرا دیا اور حضور ﷺ کو تحریری جواب دیا' ڈاکٹر محمد حمیداللہ کے مطابق یہ خط اور بحرین کے صوبہ دار منذر بن ساوی کے نام جو خط آپ ﷺ نے تحریر فرمایا تھا' ان کی بھی اصل کا پیاں دستیاب ہو چکی ہیں' [۲۴] شجاع بن وہب الاسدی الحارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے' المنذر بن ساوی عبدی کو العلا بن الحضرمی نے نامہ مبارک پیش کیا' سلیط بن عمرو العاصی یمامہ کے گورنر ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس گئے' اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مختلف قبیلوں (جبلہ بن الایہم' ذی الکلاع' ربیعہ بن ذی مرحب' اہل الکلاع' ربیعہ بن ذی مرحب' اہل یمن' اہل نجران' اہل ہجر' حصین بن اوسلی الاسلمی' خالد بن ضماد الازدی' زیاد بن الحارث' یزید بن الطفیل' عاصم بن الحارث قیس بن الحصین اور قنان بن ثعلبہ وغیرہ' کو نامہ مبارک کے ذریعہ دعوت اسلام اور اسلامی احکام و شرائع بھیجے۔

ان کے علاوہ آپ ﷺ نے متعدد افراد کو بھی مختلف تحریریں عطا فرمائیں' مسلم بن حارث تمیمی کو کچھ وصیتیں لکھائیں جو مہر کر کے انہیں مرحمت فرمائی تھی' حضرت معاذ بن جبلؓ کے صاحبزادے کے انتقال پر تعزیت نامہ لکھوا کر روانہ فرمایا' بنو زہیر بن اقیش کو بہ شرط اسلام ایک امان نامہ چرمی ٹکڑے پر تحریر کرا کر دیا۔ وایل بن ہجرؓ کو ان کے اپنے وطن (حضرموت) واپسی پر تین تحریریں مختلف مسائل پر مشتمل عطا فرمائیں' عبداللہ بن حکیمؓ صحابی کے پاس ایک تحریر تھی جس میں مردہ جانوروں کے متعلق احکام تھے حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس سبزیوں کی زکوٰۃ پر ایک تحریر تھی' حضرت

رافع ابن خدیجؓ کے پاس آپ ﷺ کی ایک تحریر تھی جس کے مطابق مدینہ منورہ بھی مکہ مکرمہ ہی کی طرح حرم ہے۔

غرض کہ آنحضرت ﷺ نے جو خطوط، حکم نامے، صلح نامے اور انفرادی تحریریں مختلف اوقات میں متعدد سلاطین وقبائل اور عمال کے نام روانہ کی تھیں، ان کی تعداد بے شمار ہے، صرف خطوط اور دعوت ناموں کی تعداد ڈھائی سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، یہ تمام تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ عہد نبویؐ میں تحریر سے لوگ نامانوس اور ناآشنا نہ تھے ابتداء ہی سے صحابہ کرام میں اس کا باقاعدہ رواج بھی ہو گیا تھا اور وہ اس سے مکمل طور سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔

﴿ حوالے و حواشی ﴾

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابة العلم.

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب کتابة الامام الناس

۳۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب اتخاذ النبی ﷺ خاتما لما اراد ان یکتب الی العجم .

۴۔ تدوین سیر ومغازی، ص ۱۱۲، قاضی اطہر مبارک پوری، شیخ الہند اکیڈمی، دیوبند ۱۴۱۰ھ۔

۵۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب عرض الکتاب بعد املائه۔

۶۔ مسند احمد بن حنبل ۵/۱۹۱ ۷۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لایستوی القاعدون.

۸۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبه

۹۔ شرح زرقانی علی المواهب، ۳/۳۸۶ ۱۰۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبة.

۱۱۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لایستوی القاعدون و ترمذی، ابواب التفسیر، باب ما جاء آیة لایستوی القاعدون

۱۲۔ سنن دارمی، ص ۶۸

۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القرا من اصحاب النبی ﷺ، ایک روایت میں ابی بن کعبؓ کی جگہ ابوالدرداؓ کا نام ہے۔

۱۴۔ کتاب الطبقات الکبیر، ذکر من جمع القرآن علی عهد رسول الله ﷺ .

۱۵۔ ترمذی، ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۱۶۔ کنز العمال، ۵، ۲۲۳، کتاب العلم، الفصل الاول فی روایة الحدیث و آداب الکتابة.

۱۷۔ سنن ابوداؤد، ۲/۲۶۴۔ ۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰة، باب زکوٰة الغنم۔

۱۹۔ ایضاً، کتاب العلم، باب کتابة العلم و ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۲۰۔ ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۲۱۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۶۹، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ادارہ اسلامیات، لاہور۔

۲۲۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۸۲، ۳۵۹۔

۲۳۔ صحیح بخاری میں نام کی صراحت کے بغیر منقول ہے، کتاب العلم، باب ما یذکر فی المناولة و کتاب اهل العلم بالعلم الی البلدان۔ ۲۴۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۲۰۳۔

جناب جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

اوباما کی نئی افغان حکمت عملی اوراس کے تزویراتی اثرات

صدر اوباما نے نئی افغان حکمت عملی کا اعلان کر دیا ہے۔اس مقام تک پہنچنے سے پہلے انہوں نے طویل مشاورت کی تاکہ کوئی ایسی حکمت عملی مرتب کی جاسکے جس کے تحت وہ افغانستان میں اپنے اہداف جلد از جلد حاصل کر کے اس کام کو مکمل کر سکیں۔انہوں نے تیس ہزار مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا حکم جاری کیا ہے جس سے افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی جبکہ نیٹو کے پینتالیس ہزار فوجی اس کے علاوہ ہیں۔صدر اوباما پر امید ہیں کہ امریکہ تین سال کے عرصے میں ساری کاروائی مکمل کر کے افغانستان سے نکل جائے گا۔

طالبان نے چونکہ یہ جنگ جیت لی ہے لہذا وہ ''شکست خوردہ امریکیوں اوراس کے اتحادیوں سے اس وقت تک مذاکرات کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جب تک غیر ملکی قابضین افغانستان سے نکل جانے کا اعلان نہیں کرتے۔''بہتر یہی ہے کہ امریکہ مزید بدنامی سے بچنے کیلئے افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے کا نظام الاوقات جاری کرے۔فوجیوں کی تعداد میں اضافے کے پس پردہ یہی حکمت عملی کارفرما نظر آتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کیا جائے اورآبادی اور رابطے کے مراکز پر کنٹرول حاصل کرتے ہوئے فضائی طاقت سے طالبان کو نشانہ بناسکیں۔اس حکمت عملی سے بھارت کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوگا کیونکہ اس نے افغانستان میں بھاری سرمایہ کاری کر رکھی ہے اور دوسری طرف وہاں جاسوسی کے مراکز قائم کر رکھے ہیں جہاں سے پاکستان اور دیگر ہمسایہ ممالک کے خلاف تخریبی کاروائیاں کی جاتی ہیں۔

بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ کے حالیہ دورہ امریکہ کے بعد انہوں نے چین اورامریکہ کے روابط پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا اورامریکہ کی جانب سے پاکستان کو دی جانے والی غیر معمولی اہمیت کو امریکہ کی جانب سے بھارت کے ساتھ کئے جانے والے معاہدوں سے انحراف قرار دیتے ہوئے اپنے عالمی مفادات کیلئے خطرہ قرار دیا۔انڈین ایکسپریس کے بقول' بھارت کی دانست میں امریکہ پاکستان کو جنوبی ایشاء کے اہم مرکز کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے جبکہ بھارت کو افغانستان کے پیچیدہ معاملے میں الجھائے رکھنا چاہتا ہے حالانکہ امریکہ اور بھارت کے تعلقات کی بڑی اہمیت ہے۔انہوں نے سٹریٹیجک پارٹنر شپ کے معاہدے پر دستخط کئے جس کا واضح ہدف ''چین کی ابھرتی ہوئی عسکری

اور اقتصادی طاقت کو روکنا اور اسلامی انتہا پسندی'' کو ختم کرنا تھا لیکن افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ہی شکست نہیں ہوئی بلکہ ان کی شکست کا مطلب بھارت کے جنوبی ایشیاء میں توسیع پسندانہ عزائم کی شکست ہے۔ ہم اس شکست کو ''شکست عظیم'' اور طالبان کی فتح کو ''فتح مبین'' کہنے میں حق بجانب ہیں۔ یہ ایک یادگار لمحہ ہے جس نے تاریخ کا رخ موڑنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بے شمار مواقع عطا کئے ہیں کہ وہ جنوبی ایشیاء کے ابھرتے ہوئے طاقت کے مراکز' کابل اور بیجنگ' کے درمیان کلیدی کردار ادا کر سکے۔

دنیا کی اکلوتی سپر پاور کیلئے یہ بات ہضم کرنا انتہائی مشکل ہے کہ انہیں بے سروساماں افغانی طالبان نے شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ لہذا اوبامہ نے بیڈن (Biden) کے پیش کردہ منصوبے پر عمل پیرا ہونے کی منظوری دے دی اور اسلحہ ساز اداروں کے مطالبات تسلیم کر لئے ہیں جس سے دفاعی بجٹ میں سے انہیں سات سو بلین ڈالر کے فنڈ ملتے رہیں گے جبکہ ان کے فیلڈ کمانڈروں کی رائے ہے کہ: ''جنگ کو نیا رخ دے کر فتح حاصل کرنا لازمی ہے کیونکہ شکست سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی دنیا بھر میں رسوائی ہوگی اور طالبان کی فتح سے افغانستان میں بنیاد پرستوں کی حکومت قائم ہو جائے گی جس کے نتیجے میں پاکستان' خلیج کے علاقے اور وسطی ایشیائی ممالک عدم استحکام کا شکار ہو جائیں گے۔'' یہی وہ غلط سوچ ہے کہ جس کے سبب امریکہ آج ناکامیوں سے دوچار ہے۔

امریکہ کی یہ پالیسی درحقیقت افغانستان سے انخلاء کی پالیسی ہے۔ افغانستان سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے نکل جانے سے پورے علاقے میں امن کی فضا قائم ہو جائے گی۔ بھارتی اور یہودی لابی کی خواہش ہے کہ قابض افواج کے تعاون سے وہ خطے میں جاسوسی اور سازشوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ صدر اوبامہ اسی سوچ کے دباؤ میں طالبان اور القائدہ کی کمر توڑنا چاہتے ہیں جس کا بنیادی مقصد بااثر لابیوں کے مفادات کا تحفظ ہے۔ لیکن اس کے نتیجے میں پاکستان پر دباؤ بڑھے گا اور پورا خطہ عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا۔ لہذا بہترین راستہ یہی ہے کہ غیر ملکی قابضین افغانستان سے فوری طور پر نکل جائیں کیونکہ یہ غیر ملکی قبضہ ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے اور جب تک اسے ختم نہیں کیا جاتا خطے میں قیام امن کا خواب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکے گا۔

پاکستان کی سیاسی فضا بڑی حد تک پریشان کن ہے لیکن یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ قومی سلامتی کے ضامن اداروں نے اپنی اہمیت تسلیم کرا لی ہے اور وہ ہمارے دشمنوں کی سازشوں کا توڑ کرنے کی مکمل طاقت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں اندرونی طور پر سلامتی اور معاشرتی امن کو تباہ کرنے کیلئے سی آئی اے' را' موساد اور راما (CIA, RAW, Mossad and RAMA) کی مشترکہ کاروائیوں نے نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ دن بدن بگڑتی ہوئی صورت حال سے عوام میں جو بددلی پھیل رہی ہے اس پر قابو پانے میں سیاسی حکومت قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کا اب جمہوریت سے اعتماد اٹھتا جا رہا ہے کیونکہ صدر زرداری پارلیمنٹ کو خود مختاری دینے کی بجائے سویلین

آمریت قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔عوام کی بے چینی جب بڑھتی ہے تو قومی سلامتی کے محافظ ادارے حرکت میں آجاتے ہیں۔عدلیہ نے وکلاء،ججوں، ذرائع ابلاغ اور سیاسی حزب اختلاف کی مدد سے اپنی آزادی اور خودمختار حیثیت قائم کرلی ہے اور جب سیاسی حکومت نے بیرونی دباؤ اور خطرات کے خلاف پیش رفت نہ کی تو پاکستان کی مسلح افواج نے آگے بڑھ کر حالات کو سنبھالا دیا۔یہ مسلح افواج ہی ہیں جنہوں نے کیری لوگر بل؛ جوہری پھیلاؤ؛ پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے؛ سی آئی اے اور را کی پاکستانی معاملات میں مداخلت پر قومی امنگوں کی ترجمانی کی اور قوم کو یہ حوصلہ افزا پیغام دیا کہ ''قومی سلامتی کو درپیش خطرات سے پاکستان کی مسلح افواج بخوبی آگاہ ہیں اور وہ ان خطرات سے نمٹنے اور انہیں شکست دینے کی پوری اہلیت اور صلاحیت رکھتی ہیں۔'' اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو کام ایک خودمختار پارلیمنٹ کو کرنا چاہیئے تھا وہ ہماری مسلح افواج نے اپنے سر لے لیا ہے،جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ'' طاقت کا مرکز اسلام آباد سے جی ایچ کیو کی طرف جھک گیا ہے۔یہ ایسی صورت حال ہے،جس نے صدر زرداری پر دباؤ بڑھا دیا ہے کہ وہ آئین کے آرٹیکل 58-2b میں کی گئی سترہویں ترمیم کے تحت اختیارات پارلیمنٹ کو واپس لوٹا دیں۔

پاکستانی فوج نے سوات' دیر' باجوڑ اور وزیرستان میں بھاری کامیابی حاصل کر لی ہے اور یہ ایسی کامیابی ہے جو جنرل مشرف مختار کل ہونے کے باوجود حاصل نہ کرسکے۔یہ کامیابی پاکستانی عوام کے مسلح افواج پر اعتماد کا واضح ثبوت ہے۔یقیناً یہی عوامی طاقت پارلیمنٹ کو خودمختار اور با اختیار ادارہ بنانے کا موجب بنے گی اور پھر طاقت کا مرکز پارلیمنٹ کو منتقل ہو جائے گا۔اس طرح پارلیمنٹ کی طاقت سے لیس پاکستان اس قابل ہو سکے گا کہ وہ بیجنگ اور کابل کے درمیان مرکزی رابطہ کی حیثیت حاصل کر سکے گا اور بھارت کو افغانستان کے پیچیدہ راستوں میں بھٹکتا چھوڑ دے گا۔

امریکہ کی نئی افغان پالیسی کے سبب پاکستان اور چین کے تعلقات پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔چین اور پاکستان کے تعلقات میں گہرائی اور منطق ہے کیونکہ ان تعلقات کی بنیاد خطے کے سیاسی حقائق پر مبنی ہے۔چین نے اس منطق کو پروان چڑھانے میں دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کی اپنی روایت کو قائم رکھتے ہوئے اعلی کردار ادا کیا ہے۔چین اور پاکستان کے تعلقات کا مرکز دونوں ممالک کے عوام کا ایک دوسرے پر اعتماد ہے۔چین کی پالیسی کا بنیادی نقطہ تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ امن' باہمی تعاون اور دوست اور دشمن کی تفریق کے بغیر سب کے ساتھ روابط کا قیام ہے۔اس پالیسی نے چین کی عظمت واضح ہوتی ہے۔چین اس وقت اقتصادی وعسکری میدان میں جادوئی انداز سے ابھر رہا ہے جو کہ امریکہ کے بعد دوسرا اہم ملک ہے۔اس طرح عالمی اقتصادی وعسکری طاقت کا مرکز یورو۔اٹلانٹک کے خطے سے مشرق کی جانب منتقل ہو رہا ہے۔

چینی اپنے آپ کو ایک مہذب قوم کہلوانا پسند کرتے ہیں اور یہی ان کی شناخت ہے۔چین جب اپنے تعاون پر مبنی ارادوں کا اظہار کرتا ہے اور عسکری چیلنج کو رد کرتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تذویراتی حقائق کو

ترجیح دیتا ہے۔غیر توسیع پسندانہ اہداف کے حصول کیلئے بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ ایشیاء کے تمام ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات استوار کئے جائیں۔اس لحاظ سے ایشیاء کا ابھرنا امریکی مقابلے کی دوڑ میں ابھرتی ہوئی نئی دنیا خصوصاً ایشیائی ممالک کا کڑا امتحان ہوگا۔بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے پاک چین تعلقات اس لحاظ سے مثالی نوعیت کے ہیں کہ دونوں ممالک مختلف نظریاتی اور معاشرتی اقدار کے حامل ہیں۔اس کے باوجود دونوں ممالک کے تعلقات باہمی اعتماد' بھروسہ' ایک دوسرے کیلئے نیک خواہشات اور دوستی کی اعلیٰ مثال ہیں۔اگر برادرانہ تعلقات کا یہ تاریخی بندھن قائم رہے تو ملکی' علاقائی اور عالمی حالات چاہے جتنی بھی شدت اختیار کر جائیں دونوں ممالک کی دوستی کے فروغ کو روکا نہیں جاسکتا۔

بھارت اس تذویراتی حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہا ہے اور امریکی استبداد کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے افغانستان اور جنوبی ایشیاء کے خطے میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنا چاہتا ہے جو اس کے توسیع پسندانہ اور استعماری عزائم کی عکاسی کرتا ہے اور اس کے یہ عزائم افغانستان کے پہاڑوں اور چٹانوں میں دفن ہو چکے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ بھارت ایک پسپا ہوتی ہوئی طاقت ہے جو امریکی اور نیٹو کے ساتھ ساتھ افغانستان میں ناکام ہو چکی ہے۔اس کی عسکری صلاحیتیں بھی محدود ہو چکی ہیں کیونکہ وہ روس کے حربی نظام سے امریکی حربی نظام کی طرف ''تبدیلی کے خطرناک دور'' سے گزر رہی ہیں۔آئندہ عشرے تک بھارت اسی طرح کمزور ہی رہے گا اس لئے وہ پاک چین تعلقات کیلئے کسی خطرے کا سبب ہرگز نہیں بن سکتا۔

قربانیوں' دکھوں اور غلطیوں کے باوجود قدرت نے پاکستانی قوم کو ایسے مواقع عطا کئے ہیں جو جارحانہ سفارتکاری اور بروقت سیاسی اقدامات کی مدد سے متحرک اور مربوط پالیسی اور بہترین منصوبہ بندی مرتب کرتے ہوئے قوم کو موجودہ خطرناک صورت حال سے نکال سکتے ہیں۔قومی سلامتی ووقار کے ضامن اداروں مثلاً عدلیہ' مسلح افواج اور ذرائع ابلاغ (Media) نے بروقت اقدامات کرتے ہوئے اصلاح احوال میں جرائت مندانہ کردار ادا کیا ہے۔اسی طرح ہماری خارجہ پالیسی ساز' جن کی حیثیت 'اولین دفاعی لائن' کی ہوتی ہے ایک مضبوط پالیسی مرتب کرنے کے ذمہ دار ہیں اور قدرت کے عطا کردہ مواقع سے بھرپور انداز میں فائدہ اٹھانے کیلئے غیر معمولی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عالم اسلام کی بقاء کا واحد راستہ باہمی اتحاد میں مضمر ہے۔اس سلسلے میں پہلے قدم کے طور پر پاکستان' ایران اور افغانستان کے مابین اتحاد ''تذویراتی گہرائی'' (Strategic Depth) حاصل کرنا ضروری ہے جو نہ صرف بیرونی جارحیت کے خلاف موثر ڈھال کا کام دے گی اور خطے میں قیام امن کی نوید ثابت ہوگی بلکہ عالم اسلام' کے لئے یہ ''تذویراتی گہرائی'' تحفہ ایزدی ثابت ہوگی۔اس حوالے سے یہ امر باعث حیرت ہے کہ فرید ذکریا کو انٹرویو دیتے ہوئے رچرڈ ہالبروک نے اس تصور کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''پاکستان پہلے اپنے اندرونی (بقیہ صفحہ نمبر ۸ پر)

(گوشہ سیرت صحابہؓ)

مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شہید قرآن حضرت عثمانؓ

(سیرت اور فضائل و مناقب روایات کی روشنی میں)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے ساز و سامان اور اسباب مہیا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی۔ اس غزوہ میں چونکہ سینکڑوں میل دور کا سفر در پیش تھا' گرمی کا موسم بھی تھا اور وقت کی سپر پاور قیصرِ روم سے مقابلہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی تشویق دلائی۔

غزوہ تبوک میں ہزار اونٹوں کا نذرانہ اور رسول ﷺ کا ارشاد: اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے اٹھ کر فرمایا: یارسول اللہ علیّ مائۃ بعیر باحلاسھا و اقتابھا فی سبیل اللہ. اللہ کی راہ میں کام آنے کے لئے سو اونٹ مع ساز و سامان کے اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دوبارہ تحریص و ترغیب دی۔ اس پر حضرت عثمانؓ دوبارہ جوش اور جذبے میں اٹھ کر کہتے ہیں کہ میں مزید دو سو اونٹ مع ساز و سامان کے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہ بارہ اپیل فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں تین سو اونٹوں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ منبر سے اترتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ' ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ "اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

چونکہ یہ زمانہ سخت تنگی اور عسرت کا تھا' سفر بھی دور دراز کا تھا اور زادِ راہ کی کمی بھی در پیش تھی۔ اس لئے اس لشکر کو "جیش العسرۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام نوویؒ تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر ساڑھے نو سو اونٹ پیش کئے تھے اور پھر ہزار کا ہدف پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ پچاس گھوڑے بھی ملا دیئے۔

ہزار دینار کا ایثار: عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے امام احمدؒ نے اپنی کتاب میں روایت نقل کی ہے: کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عثمانؓ جیش عسرت کے لئے ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں

بھر کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی گود میں بکھیر دیا اور ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر فرماتے ہیں کہ ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین ۔ آج کے اس مالی ایثار کے بعد اگر عثمانؓ سے کوئی بھی عمل سرزد ہو جائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اور یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔

اس حدیث سے حضرت عثمانؓ کے بلند مقام اور عظیم مرتبے کا امت کے سامنے اظہار کرنا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ''میں عثمان سے راضی ہوں'': اسی غزوہ کے موقع پر دوران سفر جب غذائی اجناس ختم ہوگئیں اور فاقہ و ابتلاء کی نوبت آئی تو حضرت عثمانؓ نے لشکر کی ضرورت اور حالات کے مطابق سامان خورد و نوش مہیا فرمایا۔ رسول اقدس ﷺ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ سے دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو جا'' اور یہ دعائیہ جملہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ اور ساتھ صحابہ کو بھی فرمایا کہ تم بھی عثمان کے حق میں دعا کرو۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کی سفارت: ۶ھ کو رسول اللہ ﷺ ۱۴۰۰ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ان کو روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا نمائندہ اور سفیر بنا کر قریش مکہ سے مذاکرات کے لئے بھجوایا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت میں حضرت عثمانؓ کا سفارت کے لئے انتخاب یہ ان کی فضیلت اور منقبت کے لئے بین دلیل ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اسی واقعہ میں آگے چل کر جب یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو کفار مکہ نے قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان تمام صحابہ کو جمع کر کے ان سے بیعت علی الجہاد لی، اس بیعت کا ظاہری سبب خونِ عثمان کا بدلہ ہی لینا تھا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا مقام واضح اور کھل کر سامنے آتا ہے۔

بیعت رضوان اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دینا: یہ بیعت رضوان کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ موجود نہیں تھے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی انکے زندہ سلامت ہونے کی اطلاع ہوئی۔ حضرت انسؓ ترمذی شریف میں روایت نقل کرتے ہیں **فقال رسول الله ان عثمان فی حاجة الله و حاجة رسوله فضرب باحدیٰ یدیه علی الاخری فکانت ید رسول الله ﷺ لعثمان خیرا من ایدیهم لانفسهم.**

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں، اس لئے آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا، پس رسول کریم ﷺ کا وہ ہاتھ جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے تھا باقی تمام صحابہ کے ان ہاتھوں سے کہیں افضل و بہتر تھا جو ان کی اپنی طرف سے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں میں سے ایک ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے قائم مقام کیا اور حضرت

عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ تو اس طرح حضرت عثمانؓ کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک ان کے ہاتھ کا قائم مقام ہوا۔ اور اسی بنیاد پر وہ سب لوگوں سے افضل واشرف ٹھہرے۔ تو ان کا غیر موجود ہونا ان کی فضیلت کا سبب بن گیا۔

بیت اللہ کا طواف اپنے کعبہ وقبلہ کے بغیر گوارا نہیں: قریش سے مذاکرات کرنے کے بعد قریش اور اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی پیشکش کی۔ کون سا مسلمان ہوگا جس کے دل میں خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی تڑپ اور حجرِ اسود کو چومنے کی تمنا اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھنے کی آرزو اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کا شوق نہ ہو۔ لیکن حضرت عثمانؓ کا حضور اقدس ﷺ سے عشق ومحبت اور اطاعت کا ایسا پکا رشتہ تھا کہ وہ طواف کعبہ اپنے محبوب سردارِ کونین ﷺ کے بغیر گوارا نہیں کرتے۔ گویا حضرت عثمانؓ نے اپنے عمل سے ظاہر کردیا کہ کعبہ کا طواف جسکے کہنے سے عبادت ٹھہری اس کی صحبت ومعیت کے بغیر ہمیں یہ قبول نہیں۔ ادھر قریش مکہ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان یہی باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر حدیبیہ کے مقام پر اصحابِ رسول ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں کہا: **طوبیٰ لعثمان قد طاف بالبیت وسعی من الصفاء والمروۃ واحل قال رسول اللّٰہ ما کان لیفعل** ''عثمان کو خانہ کعبہ کا طواف مبارک ہو'' اس پر رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر عثمان طویل زمانے تک مکہ میں رہیں تو بھی وہ طواف نہیں کرینگے جب تک کہ میں طواف نہ کروں''

یہ حضرت عثمانؓ کے عشق وحبِ نبوی ﷺ کا عظیم مظاہرہ ہے۔

قرابت ورشتہ رسولؐ: اسلام میں فضیلت کا معیار حسب ونسب نہیں۔ قرآن مجید نے اس کی نفی کی اور معیار فضیلت تقویٰ قرار دیا۔ تاہم جزوی طور پر حضور اقدس ﷺ کا رشتہ وقرابت فضیلت اور شرف کی بنیاد ہوسکتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا نسب اپنے والد کی طرف سے پانچویں پشت میں رسول اقدس ﷺ سے جاملتا ہے۔ نسب یہ ہے:

حضرت عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' یہاں پر جاکر نسب یکجا ہوجاتا ہے۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسب میں کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ یوں کہ حضرت عثمانؓ کی والدہ اروئ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ام الحکیم بیضاء کی بیٹی تھیں۔ یوں آپؓ کی والدہ حضرت عبدالمطلب کی نواسی ہوئیں اور حضرت عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے خواہر زادے (بھانجے) ہوئے۔

حضور ﷺ کے ساتھ دامادی کا دوہرا رشتہ: حضرت عثمانؓ رسول اقدس ﷺ کے دوہرے داماد بھی ہیں۔ یہ وہ فضیلت ہے جو تخلیق آدم علیہ السلام سے حضور اقدس ﷺ تک کسی فرد واحد کو حاصل نہیں۔ یعنی کسی نبی کی دو بیٹیاں کسی ایک شخص کے عقد میں نہیں آئیں اور نہ قیامت تک یہ شرف اب کسی کو حاصل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرتِ رقیہؓ کا نکاح ہجرت سے قبل آپؓ سے ہوا۔ ہجرت کے بعد غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔

رسول اقدس ﷺ کے حکم پر ان کی تیمارداری کیلئے حضرت عثمانؓ گھر پرُ کے اور غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔تاہم رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بدریین میں نہ صرف شمار کیا بلکہ مال غنیمت سے بھی نوازا۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا: **ان لک اجر رجل ممن شهد بدراً وسهمه** ’’آپ کیلئے بدر میں شریک آدمی کی طرح اجر ہے اور مال غنیمت میں بھی برابر کا حق ہے۔‘‘

حضرت رقیہؓ کا غزوہ بدر کے متصل انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی ’’ام کلثومؓ ‘‘ کو آپؓ کے عقدِ زوجیت میں عنایت فرمائی۔آپؓ کے ’’ذوالنورین‘‘ لقب کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ’’دونورِعین‘‘ آپ کے عقد میں دی تھیں۔

عرش بریں پر عثمانؓ کا نکاح: سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے میں ملے اور فرمایا: **یا عثمان هذه جبریل أخبرنی ان الله قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقية علی مثلِ صحبتها** ’’اے عثمان یہ جبریل ہیں، جس نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثومؓ کو تمہارے نکاح میں دیا، رقیہؓ کے مہر پر اس شرط سے کہ ان کو بھی تم اس خوبی سے رکھو جیسے اُن کو رکھتے تھے۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح آسمان پر پہلے اور زمین پر بعد میں ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ دو نکاح عرش بریں پر اللہ تعالیٰ نے پڑھائے۔ ایک حضور ﷺ اور حضرت زینبؓ کا۔ جس کا ذکر قرآن میں ’’وزوجناکها‘‘ سے آیا، اور دوسرا حضرت عثمانؓ اور ام کلثومؓ کا۔

مشابہت رسول اقدس ﷺ اور جمال وخوبصورتی: ابن عدیؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ام کلثومؓ کا عقد حضرت عثمانؓ سے کیا تو یہ ارشاد فرمایا: **بعلک اشبه الناس بجدک ابراهيم وابيک محمد** ’’تیرا شوہر تیرے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تیرے بابا محمد مصطفیٰ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے‘‘

اس روایت سے حضرت عثمانؓ کی جمال وخوبصورتی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت کا حد درجہ اظہار ہوتا ہے۔

ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن حزم المازنیؒ سے حضرت عثمان کی خوبصورتی کے بارے میں روایت کی ہے: **فما رايت قط ذکراً ولا انثیٰ احسن وجهاً منه** ’’میں نے کبھی اُن جیسا خوبصورت کسی مرد وعورت کو نہیں دیکھا‘‘

۹ھ حضرت کلثومؓ بھی اللہ کو پیاری ہوئیں تو حضرت عثمانؓ انتہائی غم اور ملال میں ڈوبے تھے۔اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: **لو ان لی اربعين بنتاً لزوجت عثمان واحدةً بعد واحدةٍ.**

’’اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں دیتا۔‘‘

اس سے نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے خوش، راضی اور مطمئن ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔اور یہ اگر ایک طرف نبی کریم ﷺ کے اعتماد کی دلیل ہے تو دوسری طرف عثمان کے اعلیٰ حسن اخلاق وسلوک کا مظہر بھی ہے۔

صاحبُ الھجرتین: ہجرت ایک بہت بڑا عظیم عمل ہے۔ حضرت عثمانؓ نے دومرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سب سے اسبق واول عثمانؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **والذی نفسی بیدہ انہ اول من ھاجر بعد ابراھیم و لوط** ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے بعد حضرت عثمانؓ اور رقیہؓ پہلا جوڑا ہے جو ہجرت کرنے والا ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے جب اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپؓ نے دوبارہ دوسری مرتبہ مدینہ شریفہ کی طرف ہجرت کی۔

مسلمانوں کیلئے بیئر رومہ کی خریداری اور وقف کرنا: ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہوا وہ میٹھے پانی کا تھا۔ مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا نام ''رومۃ'' تھا وہ ایک یہودی کی ملکیت تھی۔ مسلمانوں کو اس سے پانی بھرنے میں کافی دقت کا سامنا ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتری بئر رومۃ یجعل دلوہ مع دلاء للمسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ** ''کون شخص ہے جو رومۃ کے کنویں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنادے اور اس نیکی کے بدلے میں جنت اس کو ملے گی''

حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم میں خریدنے کے بعد مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

جنت میں رسول ﷺ کی رفاقت: ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لکلّ نبیّ رفیق فی الجنۃ و رفیقی فیھا عثمان بن عفّان** ''جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا' عثمان میرے رفیق ہیں۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لئے زمین خریدنا: مدینہ منورہ میں جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی تعداد کی زیادتی کے سبب مسجد تنگ پڑنے لگی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتری بقعۃ ال فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی الجنۃ** ''کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین خریدے اور اس کے ذریعہ مسجد کی توسیع کردے اس نیکی اور بہتر اجر کے بدلے میں جو اس کو زمین کے سبب جنت میں ملے گا'' حضرت عثمان غنیؓ نے رسول اقدس ﷺ کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کیلئے وقف کر دیا۔

وہ جن سے ملائکہ شرمائیں: ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ اپنی کتاب مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ایک دن رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں اندر بلالیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے' پھر حضرت عمرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں بھی اندر بلالیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست

کرلیا یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں۔ جب یہ حضرات حضور کریم ﷺ کی خدمت سے واپس چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اندر آئے تو آپ نے کوئی جنبش نہ کی اور نہ ان کی پرواہ کی مگر جب حضرت عثمان داخل ہوئے تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالئے۔ یہ کیوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **الا أستحيي من رجل يستحيي منه الملائكة وفي رواية قال ان عثمان رجل حيي واني خشيت ان اذنت له على تلك الحالة ان لا يبلغ الي في حاجته.**

''کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ'' حقیقت یہ ہے کہ عثمان بہت حیاءدار آدمی ہیں' میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان کو اسی حالت میں بلالیا تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا کئے بغیر غلبہ ادب اور شرم وحیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔'' یہ ارشاد گرامی حضرت عثمانؓ کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ حیاء فرشتوں کی اعلیٰ صفت ہے جو مذکورہ الفاظ کے ذریعے حضرت عثمان میں ثابت کی گئی۔ آپؐ کے رفقاء اور صحابہ میں جو شخص جس صفت کا زیادہ حامل ہوتا آپؐ اسے اسی صفت اور خصلت کی رعایت کے ساتھ اس کے ساتھ سلوک فرماتے۔

احمد مجتبیٰ ﷺ کا خلفائے ثلاثہؓ کو جنت کی بشارت: بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے۔ سعید بن المسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ'' ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو بتایا کہ ایک روز وہ اپنے مکان سے نکلے تو سوچا کہ آج کا دن کیوں نہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہوں۔ یہ سوچ کر وہ مسجد گئے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق لوگوں سے پوچھا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ فلاں جانب تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں اسی سمت چلا اور چلتے چلتے ''بئر اریس'' پہنچ گیا۔ بئر اریس ایک احاطہ میں تھا' میں اس کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے وہاں تشریف فرماتھے۔ میں قریب پہنچا' سلام کیا۔ اور پھر دروازہ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ میرا دل چاہا کہ میں اسی طرح آپ ﷺ کا دربان بن کر بیٹھا رہوں۔ اتنے میں کسی نے آ کر دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکرؓ۔ میں نے انہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ابوبکرؓ حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ کے پاس جا کر ان سے کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ابوبکرؓ اندر آئے اور آپ کو سلام کرنے کے بعد آپ ہی کی طرح آپ کے دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میں پھر دروازے کی طرف آ گیا۔ میں (گھر سے نکلتے وقت) اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا' مجھے خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں بھی خیر کو مقدر فرمایا تو وہ بھی ضرور آجائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر کسی کی دوبارہ دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا: عمر۔ میں پھر انہیں ٹھہرا کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا

اورعرض کیا کہ عمرؓ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلالو اور جنت کی بشارت بھی دو۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ عمرؓ بھی اندر آئے اور آپ ﷺ کو سلام کرنے کے بعد ابوبکرؓ کی طرح آپ ﷺ کے بائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور میں پھر دروازے کی طرف لوٹ آیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اگر میرے بھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بھلائی منظور ہوگی تو اس کو لائے گا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا عثمانؓ۔ چنانچہ میں ایک بار پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عثمان حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''انہیں بھی بلالو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو البتہ ان پر ایک مصیبت آئیگی۔'' چنانچہ میں نے عثمانؓ سے جا کر وہی کہہ دیا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ عثمانؓ اندر آئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریکؒ سعیدؒ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ میں ان کی اس انداز کی نشست سے ان کے مقابر کی تاویل کرتا ہوں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اور شیخینؓ کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمانؓ کی الگ (جنت البقیع میں) سامنے ہوگی۔

شرف کتابت وحی: حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے شرف کتابت وحی (قرآن) سے بھی نوازا تھا۔ نبی کریم ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی لکھنے والے کو حکم دیتے' وہ لکھ لیتا۔ حضرت عائشہؓ سے کنزالعمال میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ ''ایک دفعہ رات کے وقت وحی نازل ہوئی۔ اس وقت عثمانؓ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھنے کا حکم دیا تو آپؓ نے تعمیلِ ارشاد کی۔''

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کی پیشنگوئی زبان نبویؐ سے: ایک دن نبی کریم ﷺ مکہ کی پہاڑی ''ثبیر'' پر کھڑے تھے' آپ ﷺ کیساتھ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے' اس دوران وہ پہاڑی خوشی سے ہلنے لگی اور ہلنے کی وجہ سے پہاڑی پر پتھر نیچے گرنے لگے' تو آپ ﷺ نے پہاڑی پر ٹھوکر ماری اور فرمایا: اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شهیدان ''اے ثبیر ٹھہر جا! حرکت مت کر اس وقت تیرے اوپر ایک نبی' ایک صدیق' اور دو شہید ہیں۔'' بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی ایک روایت جبل احد کے حوالے سے بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے۔ گویا آپ ﷺ نے پیشنگوئی فرمائی کہ میرے اور ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ باقی دو صحابہؓ یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی اور ایسا ہی ہوا' حضرت عمرؓ قاتلانہ حملے میں زخمی ہو کر شہید ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائی۔

مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت عثمانؓ کو طلب کرنا اور صبر کی تلقین: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض صحابہؓ موجود ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لئے ابوبکر صدیقؓ کو بلائیں۔ تو

رسول اللہ ﷺ چپ رہے۔ پھر عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کو بلائیں۔ تو آپ ؐ پھر بھی چپ رہے پھر عرض کیا: الا ندعولک عثمان قال نعم فجاء فجلاء به فجعل النبی ﷺ یکلمه و وجه عثمان یتغیر' قال قیس فحدثنی ابوسهلة مولیٰ عثمان ان عثمان بن عفان قال یوم الدار ان رسول لله ﷺ عهد الی عهداً فانا صائر الیه ''کیا حضرت عثمانؓ کو بلائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' پھر عثمانؓ آئے اور آپ ﷺ نے ان سے اکیلے میں باتیں کیں اور آپ ﷺ جب بات کرتے جاتے تو حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا۔ قیس نے کہا کہ مجھ سے ابوسھلہ نے جو حضرت عثمانؓ کے غلام تھے' کہا ہے' عثمان ابن عفان نے محاصرہ کے دن کہا کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہے (صبر و تحمل کا دامن پکڑے رہنے کا) میرا وہی حال ہے اور حضرت علیؓ نے ایک روایت میں کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں اس پر صبر کرنے والا ہوں''

صبر و تحمل اختیار کیئے ہوئے ہوں یہ الفاظ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر آپ ؐ کی وصیت نہ ہوتی اور حضرت عثمانؓ چاہتے تو طاقت کے ذریعے بلوائیوں اور مفسدوں کی سرکوبی کر سکتے تھے' جس طرح کہ بعض صحابہؓ نے بھی اُن کو مشورہ دیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا' یہاں تک کہ مفسدین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

خلافت نہ چھوڑنے کی وصیت نبویؐ: حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس امر یعنی خلافت کا کسی دن متولی کردے اور منافق چاہے کہ تمہارا کرتہ (خلافت) اتار لے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنایا ہے تو تم اس کو نہ اتارنا۔ حضور ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔''

جو عثمانؓ سے بغض رکھے اللہ اور رسول ﷺ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں:

ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے' کہ نبی کریم ﷺ ایک شخص کے جنازے پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔ جب صحابہ کرامؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انه کان یبغض عثمان فابغضه الله عزوجل ''یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا اس لئے اللہ عزوجل بھی اس کو مبغوض رکھتے ہیں''

دورِ فتن میں حضرت عثمانؓ کے برحق ہونے کا اعلان نبویؐ: ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان فرما رہے تھے کہ اس دوران حضرت عثمان غنیؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: هذا یؤمئذ علی الهدی ''یہ شخص ان فتنوں کے دوران ہدایت پر ہوگا۔''

بحری فوج کا قیام اور فتوحاتِ عثمانیؓ: آپؓ کے دور خلافت میں بحری فوج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کی بدولت نہ صرف مسلمانوں کی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا' بلکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی دراز ہوتا گیا۔ آپؓ کے دور خلافت میں رے' روم' صابور' جرجان' داربجرٗ افریقہ' اندلس' قبرص' جور' خراسان' نیشاپور' طوس' سرخس' مرو' بیہق' اسکندریہ' اصطخر' طبرستان' نسا' ابرشہر' کرمان' زرنج' جوزجان' فاریاب' طالقان' بلخ' خوارزم' بازغیس' حلوان' اصبہان'

مرورد ذ بیورؤ حمران، قہستان، آرمینیہ، حصن المرأہ، ہرات، مکران اور جزیرہ مالٹا فتح ہوئے۔

عظیم عالمی طاقت کسریٰ کا نیست و نابود ہونا: کسریٰ جو کہ اُس زمانے کے دو عالمی سپر طاقتوں میں سے ایک کا سربراہ تھا۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں ۳۱ھ کو نہایت ذلت کیساتھ قتل ہوا اور اس طرح رسول اقدس ﷺ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی: **اذا هلک کسری فلا کسری بعده** ''اس کسریٰ کی ہلاکت کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا''

اختلاف قرات اور امت کو ایک قرات پر متفق کرنے کا عظیم کارنامہ: حضرت عثمانؓ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔ مختلف ممالک اور علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ عربوں کے علاوہ عجمیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ عرب اور عجم مسلموں میں قرآن کے پڑھنے میں (قراۃ قرآن) اختلافات کا ظہور ہوا۔ اور یہ اختلاف اس حد تک آگے گیا کہ ہر ایک اپنے تلفظ کی صحت پر اصرار کرنے لگا۔

حضرت عثمانؓ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپؓ نے اُس نسخے کی نقلیں تیار کرنے کا حکم دیا جو عہد صدیقیؓ میں تیار ہوا تھا۔ یہ نسخہ ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس موجود تھا۔ یہ نسخہ قریش کی لغت کے مطابق لکھوایا گیا تھا۔ اسی نسخے کو مختلف صوبوں کے پایہ تخت اور چھاؤنیوں میں بھیج کر حضرت عثمانؓ نے فرمان جاری کیا کہ انفرادی تلفظ کے لحاظ سے لکھے ہوئے نسخے حکومت کے پاس جمع کئے جائیں اور اسکی جگہ لغتِ قریش کے موافق لکھے گئے مصحف کو رائج کیا جائے۔ اس طرح حضرت عثمانؓ نے پوری امت کو ایک ہی مصحف پر جمع کیا جس میں کتابت کی حد تک قریش کے لب و لہجہ کی پابندی کی گئی۔ اور اس طرح مسلمانوں کے درمیان اختلاف قرات کا جو جھگڑا چھڑ گیا تھا اس کا قلع قمع ہو گیا۔ اس سلسلے میں حافظ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں: **من مناقبه الكبائر وحسناته العظيمة انه جمع الناس على قرأة واحدة** ''آپ کے عظیم ترین مناقب و حسنات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ایک قراءت پر جمع کیا۔''

مختصر حالاتِ زندگی: آپؓ کا تعلق قریش کی مشہور شاخ ''بنو اُمیہ'' سے تھا۔ قریش کا قومی جھنڈا ''عقاب'' اسی خاندان کے پاس ہوتا تھا۔ آپ کے پردادا قریش کے ممتاز سردار اور رئیس تھے۔ پیدائش عام الفیل کے چھ برس بعد ۵۷۶ء میں مکہ میں ہوئی۔ ابوعبداللہ اور ابوعمرو آپ کی دو مشہور کنیتیں ہیں۔ حضرت رقیہؓ کے بطن مبارک سے آپ کا بیٹا عبداللہ پیدا ہوا تھا۔ اسی سے آپ کی کنیت ابوعبداللہ پڑ گئی۔ آپؓ کے القاب ذوالنورین، غنی اور شہید مظلوم ہیں۔ آپؓ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اہل عرب کی عادت کے خلاف زمانہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ جاہلیت کے دور میں شراب، جوا اور اس قسم کی دیگر خرابیوں اور برائیوں سے آپ بالکل پاک و صاف رہے۔ جوان ہوئے تو کپڑے کی تجارت اختیار کی۔ صداقت، دیانت اور راست بازی کے اوصاف اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی برکت دی۔ اور خوب کمایا پھر راہ خدا میں خوب لٹایا۔ آپ کے جود و کرم اور حسن اخلاق کی وجہ سے قریش میں آپ کو عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ عورتیں جب اپنے بچوں کو لوری دیتی تھیں تو

کہتی تھیں:

احب والرحمن ... حب قریش عثمان ''خدا کی قسم میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسی قریش عثمان سے کرتے ہیں'' حضرت عثمانؓ کی عمر چونتیس سال تھی جب مکہ میں توحید کی صدا بلند ہوئی۔

والسابقون الاولون کے زمرہ محمودہ میں آپ شامل ہیں۔ آپؓ سے پہلے چار افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زید بن حارثہؓ۔ آپؓ اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں فرد تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت عثمانؓ ان کی تحریک پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دامادی کے شرف سے نوازا۔ دیگر صحابہؓ کی طرح اسلام لانے پر آپ کو بھی ہدف تعذیب و عقوبت اور نشانہ جور و جفا بننا پڑا۔ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص رسی سے آپ کو باندھ کر کہتا کہ جب تک اس دین کو نہ چھوڑ دے میں نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن حضرت عثمانؓ کہتے:

واللہ لاادعۃ ابداً و لاافارقہ '' خدا کی قسم میں کبھی اس دین کو نہیں چھوڑوں گا''

جہاد بالمال میں حضرت عثمانؓ اپنی نظیر آپ ہیں اور جہاد بالنفس میں آپؓ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جانثاری اور قربانی کے ہر موقع پر آپ پیش پیش نظر آتے رہے۔ غزوہ بدر کے سوا آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

سخاوت عثمانؓ: ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا۔ مدینہ منورہ میں قحط کی وجہ سے شور مچ گیا۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلّے سے لدے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ مدینہ منورہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ بڑے بڑے تاجروں نے زیادہ منافع اور یکمشت رقم دے کر خریدنے کا اظہار کیا۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ ''تم لوگ مجھے اس پر کتنا منافع دو گے'' تاجروں نے انتہائی بولی لگاتے ہوئے کہا کہ ''ہم پچاس فیصد نفع دینے کو تیار ہیں۔'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ''مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔'' تاجر حیران ہوئے کہ آخر وہ کون ہے؟ جو اس سے بھی بڑھ کر نفع دینے کو تیار ہے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ''مجھے ایک کے بدلے میں دس روپیہ قیمت مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو'' **من جاء باالحسنة فله عشر امثالها** کی طرف اشارہ تھا۔ تاجروں نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''اچھا سنو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلّہ اللہ کی راہ میں مدینہ منورہ کے فقیروں اور محتاجوں کو دے دیا''

اوصاف حمیدہ: حضرت عمرؓ کی تدفین کے تین دن بعد محرم ۲۴ھ کو اجماع صحابہ سے آپؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ کی مدت خلافت بارہ برس پر محیط ہے۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کی تعمیر جدید و توسیع کی گئی۔ آپؓ کو حضور اقدس ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمانؓ کو موت' قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا۔ قبرستان سے جب کبھی گزرتے تو اس قدر روتے کے داڑھی تر ہو جاتی۔ لوگ آپ سے پوچھتے کہ جنت و دوزخ کے

تذکروں سے آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی جس قدر قبرستان میں آ کر ہوتی ہے۔تو آپؓ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔اگر یہاں کامیاب ہوگئے تو تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر یہاں پکڑے گئے تو تمام مراحل دشوار ہوں گے۔خوف خدا' اتباع سنت' زہد وتقویٰ' انکسار وتواضع' شرم وحیا' اطاعت وانقیاد' جودوسخا' صلہ رحمی' صبر وشکر کے عظیم اوصاف سے آپ مالا مال تھے۔

مظلومانہ شہادت اور پس منظر: عبداللہ ابن سبا جو صنعاء کا ایک شاطر یہودی تھا نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے آخری حصہ میں مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کی غرض سے ایک خفیہ پارٹی ''سبائی'' قائم کی اور اس مقصد کے لئے تمام صوبہ جات کا دورہ کر کے موزوں ترین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملایا۔اور پھر ملکر حضرت عثمانؓ پر بے جا الزامات لگا کر امت کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی۔لیکن خلیفہ وقت نے ان کے تمام الزامات کے مدلل جوابات دیئے۔تاہم فساد نیت کی اصلاح دلائل و براہین سے نہیں ہوسکتی۔آخرکار مفسدین' باغیوں' سبائیوں اور بلوائیوں کی اس جماعت نے جو خون عثمانؓ کے پیاسے تھے' مدینہ منورہ میں پہنچ کر حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کیا ان کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ تھی۔چالیس روز تک اور بعض روایات کے مطابق پچاس روز تک یہ محاصرہ جاری رہا۔شورش پسندوں نے قساوت اور بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دوران آپ پر پانی بھی بند کر رکھا تھا۔ان سنگین حالات میں اکثر صحابہ جیسے حضرت ابوہریرہؓ حضرت زید ابن ثابت' حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حضرت عبداللہ ابن سلام اور حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باغیوں کا مقابلہ کرنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عثمان نے یہ تجویز ہر مرحلے پر رد کی۔اور فرمایا ''میں اپنی وجہ سے امت رسول ﷺ کا خون بہانا نہیں چاہتا۔'' آزمائش کی اس گھڑی میں آپ نے رہتی دنیا تک صبر وتحمل' حلم وثبات اور قوت برداشت کی عظیم مثال قائم کی۔دوران محاصرہ آپ نے ایک دن اپنے دریچے سے بلوائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا'' اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو۔میرے قتل سے باز آجاؤ۔اگر تم نے مجھے قتل کر دیا پھر تم کبھی مل کر نماز نہ پڑھ سکو گے۔اور نہ ہی باہم مل کر دشمن سے جہاد کر سکو گے۔'' ان بدبختوں کے ہاتھوں ۱۸ر ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد از عصر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آپ نے شہادت پائی۔خونِ عثمانی کے قطرے قرآن پاک کی جس آیات پر گرے وہ یہ تھیں: **فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم** ''ان کے مقابلے میں خدا تمہارے لئے کافی ہے۔اور وہی صاحب علم اور سننے والا ہے۔'' اس وقت عمر ۸۲ برس سے متجاوز تھی۔آپ کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعمؓ اور ایک قول کے مطابق حضرت زبیرؓ نے پڑھائی۔

مرویات عثمانؓ: ذخیرہ احادیث میں آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک سو چھیالیس ہیں جن میں تین متفق علیہ ہیں۔آٹھ پر امام بخاریؒ اور پانچ پر امام مسلمؒ نے انفراد کیا ہے۔

جناب محمد شہاب اشرف خٹک *

ذکر اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

ذکر: عربی زبان میں ''ذکر'' (اس نے یاد کیا)

یذکر (وہ یاد کرتا ہے یا کرے گا) جس کے معنی ہیں بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنا اسے بار بار ذہن میں لانا اور دل و زبان سے یاد کرنا ہیں۔

ذکر کے لغوی معنی: لغت میں اس کے معنی ہیں یاد، تذکرہ، بیان، چرچا، قول اور بیان سے باہر کے ہیں۔ ذکر کے مقابلے میں ''نسیان'' اور غفلت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح شریعت میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔

قرآن پاک میں ذکر کا مفہوم: قرآن پاک میں ذکر کا لفظ یاد دہانی، دعا، قرآن مجید میں نماز جمعہ، پنجگانہ نماز، اللہ کی نصیحت کیلئے آتا ہے۔

اہل تصوف کے نزدیک ذکر کا مفہوم: اہل تصوف کے نزدیک ذکر کا مفہوم بہت بلند ہے وہ کہتے ہیں۔

''جو دم غافل سو دم کافر''

ترجمہ: یعنی انسان کا ایک ایک سانس اللہ تعالیٰ کی یاد میں خارج ہو ورنہ کفر ہوگا۔

ذکر اللہ قرآنی آیات کی روشنی میں: فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون

''تو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو'' (القرآن سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵)

اس حکم کی پیروی کرو اور یہ امید رکھو کہ یہ شاہانہ انداز بیان ہے بادشاہ کا اپنی شان بے نیازی کے ساتھ کسی نوکر سے یہ کہہ دینا کہ ہمارے طرف سے فلاں عنایت و مہربانی کے امیدوار رہو اس بات کے لئے بالکل کافی ہوتا ہے کہ وہ ملازم اپنے گھر شادیانے بجوائے اور اسکو مبارکبادیاں دی جانے لگیں، اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ میں آتا ہے۔

فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰلکم وان کنتم من قبلہٖ لمن الضآلین O

---

* ایم۔اے۔ایم فل اسلامیات۔گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

ترجمہ: پھر جب طواف کو چلو عرفات سے یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر حرام کے اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا اور تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے (القرآن سورۃ البقرہ آیت ۱۹۸)

اس آیت کریمہ میں مومنوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ مزدلفہ کے مقام پر اللہ کو خوب یاد کرو یعنی اس کا ذکر کرو اور اسکو اس طرح یاد کرو جس طرح یاد کرنے کا حق ہے اور جاہلیت کے زمانہ میں اللہ کی عبادت کے ساتھ جن دوسرے مشرکانہ اور جاہلانہ کاموں کی آمیزش ہوتی ہے ان سب کو چھوڑ دو اور اب جو تمہیں ہدایت اللہ نے بخشی ہے اس کے مطابق خالصۃً اس رب ہی کی عبادت کرو۔ ذکر کو کثرت سے یاد کرنے کے بارے میں یوں ارشاد ہوتا ہے: **واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار** ''اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور صبح کو'' (القرآن سورۃ آل عمران آیت ۴۱) حضرت زکریاؑ نے (جناب باری تعالیٰ) سے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے ہاں لڑکا کس طرح ہوگا' حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ پہنچا اور میری بیوی بھی بڑھاپے کی وجہ سے بچہ جننے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ ایسی حالت میں لڑکا ہوگا' کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے (جس سے معلوم ہو جائے کہ اب حمل ہو گیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے (بجز ہاتھ یا سر وغیرہ) اشارہ کہ (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب گھر میں امید ہے) اور اس زمانہ میں جب آدمیوں سے گفتگو کرنے کی قدرت نہ رہے' ذکر اللہ پر قادر ہو گئے۔ سو اپنے رب کو دل سے بھی بکثرت یاد کرو اور زبان سے بھی تسبیح (تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی چونکہ ذکر اللہ کی قدرت اس وقت بھی پوری رہے گی۔ **الذین یذکرون اللہ قیٰما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق اسمٰوٰت والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلاسبحنک فقنا عذاب النار** O ''وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور دھیان کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں اے رب ہمارے تو نے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے'' (القرآن سورۃ آل عمران' آیت ۱۹۱)

جب انسان نظام کائنات کا بغور مشاہدہ کرے تو یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ سراسر حکیمانہ نظام ہے اور یہ بات سراسر حکیمانہ نظام ہے اور یہ بات سراسر حکمت کے خلاف ہے کہ جس مخلوق میں اللہ نے اخلاق پیدا کیے ہوں اور تمام اختیارات دیئے ہوں اور عقل وتمیز عطا کی ہو۔ اس سے اس کی حیات دنیا کے اعمال پر باز پرس نہ ہو اور اسے نیکی پر جزاء اور بدی پر سزا نہ دی جائے اسی طرح نظام کائنات پر غور وفکر کرنے سے انہیں آخرت کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کی سزا سے پناہ مانگنے لگتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

فاذاقضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیٰما وقعودا وعلیٰ جنوبکم O ''پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہو'' (سورۃ نساء آیت ۱۰۳)

اس آیت کریمہ میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ کا ذکر صرف نماز تک نہیں ہے' بلکہ اسے ہر حال میں خواہ کھڑے ہوں یا لیٹے یاد کیا جا سکتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے وہ اسے کسی حال میں اکیلا نہیں چھوڑتا اللہ کو اپنا ذکر ہر حال میں پسند ہے خواہ وہ بندہ جنگل میں اللہ کو یاد کرے یا لوگوں کے مجمع میں اللہ کی یاد میں معروف ہو اللہ ہر حال میں سننے والا اور دیکھنے والا اور ہر اسکی دعا کو قبول کرنے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ و دون الجھر من القوم بالغدو و الاصال ولا تکن من الغافلین O

''اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر'' (القرآن سورۃ اعراف آیت ۲۰۵)

پہلا ذکر آہستہ یا بلند آواز سے کرنے کے متعلق ہے' اس کے بارے میں قرآن نے اس آیت کے دو طریقے اختیار کئے ذکر خفی' ذکر' جہر' ذکر جہر کے بارے میں فرمایا ''واذکر ربک فی نفس'' یعنی اپنے رب کو یاد کیا کرو اور اپنے دل میں اس کی بھی دو صورتیں ایک یہ کہ بغیر زبان کے حرکت کے اور دھیان اللہ کی ذات وصفات کا رکھے جس کو ذکر قلبی اور تفکر کہا جاتا ہے' دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ زبان سے بھی آہستہ آواز میں اسماء الٰہیہ کے حروف ادا کرے یہ سب سے افضل اور بہترین صورت ہے' کیونکہ ایسی صورت میں دل کے ساتھ زبان بھی ذکر میں شروع ہو جاتی ہے' لیکن اگر دل میں ہی اللہ کا ذکر کرتا رہے اور زبان سے کوئی حرف ادا نہ کرے تو بھی ثواب ہے لیکن یہ کم درجہ ہے۔ دوسرا طریقہ ذکر کا اسی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ زور کی نسبت کم آواز کے ساتھ یعنی ذکر اللہ میں مشغول ہونے والے کو یہ اختیار ہے کہ آواز سے ذکر کرے' مگر اس کا ادب یہ ہے کہ بلند آواز سے نہ کرنے (یعنی چیخ کر) متوسط آواز کے ساتھ ذکر کرے تیز آواز سے پڑھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ مخاطب کا احترام اور آداب اس کے دل میں نہیں ہیں۔ جس ہستی کا ادب و احترام اور رعب انسان کے دل میں ہوتا ہے اس کے سامنے انسان بلند آواز میں بات کیسے کر سکتا ہے؟ اس لئے یہ بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو دن اور رات میں اس کی تسبیح بیان کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے کوئی نام پکار کر اس کی تسبیح کیا کرو اللہ کو اپنا ہر نام محبوب ہے اور وہ اپنے بندوں کو معاف کرنے والا ہے۔ ذکر کے متعلق آگے ارشاد ہوتا ہے: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ O

''کہ وہ ایسے مرد ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت (القرآن سورۃ نور آیت ۳۷)

اس آیت مبارکہ میں ان مومنین کی خاص صفات بیان کی گئی ہیں جو اللہ کے نور ہدایت کے خاص مورد اور مسجدوں کو آباد رکھنے والے ہیں۔ اس میں لفظ رجال کی تعبیر کی طرف اشارہ ہے کہ مساجد کی حاضری دراصل مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کی نماز ان کے گھروں میں افضل ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی بہترین مساجد ان کے گھروں کے تنگ و تاریک گوشے ہیں۔''

اس آیت میں مومنین صالحین کی یہ خصوصیت بھی بیان کی گئی ہے کہ مومن لوگوں کو تجارت اور بیع کا مشغلہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا لفظ تجارت میں چونکہ بیع بھی داخل ہے اس لئے بعض مفسرین نے تجارت سے مراد خریداری اور بیع سے مراد فروخت کرنا لیا ہے' اور بعض نے تجارت کو اپنے مفہوم میں عام رکھا ہے' یعنی لین دین خرید وفروخت کے معاملات وغیرہ۔ اور آگے اس آیت میں ذکر کے متعلق یوں آتا ہے: والذکرین اللہ کثیرا والذکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما " بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان سب کیلئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے۔" (القرآن سورۃ احزاب آیت ۳۵)

قرآن کریم کے تمام احکام میں اگرچہ مرد وعورت دونوں ہی شامل ہیں مگر عموماً خطاب مردوں کو کیا گیا ہے' عورتوں کو ضمناً شامل کیا گیا ہے' ہر جگہ "یاایھا الذین امنوا" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس میں یہ اشارہ کہ عورتوں کے سب معاملات تستر اور پردہ پوشی پر مبنی ہیں آیت مذکورہ میں عورتوں کی دلجوئی اور انکے اعمال کی مقبولیت کی خصوصیت ذکر فرمایا ہے کہ اللہ کے یہاں مقبولیت اور فضیلت کا دار ومدار اعمال صالحہ اور اللہ کی اطاعت ہے اسمیں مرد وعورت میں کوئی امتیاز نہیں ذکر اللہ سب عبادات کی اصل روح ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن انسؓ کی روایت میں آتا ہے

ترجمہ وحدیث: آپ ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ مجاہدین میں سب سے زیادہ اجر ثواب کس کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطنا فھو لہ قرین O "اور جو شخص رحمان کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں وہی اسکا ساتھی رہتا ہے۔ (القرآن سورۃ الذخرف آیت نمبر ۳۶)

اس آیت میں اس شخص کا بیان ہے کہ جو اللہ کے ذکر سے غافل ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں' جو کہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے وہ اس کو نیکیوں سے روکتا ہے اور برائیوں کی طرف رجوع کراتا ہے' اور جب آخرت میں جب یہ شخص قبر سے اٹھے گا تو اس شیطان کی وجہ سے وہ سزا بھگتا ہے کیونکہ اس نے اس شیطان کی وجہ سے دنیا میں گمراہی کے کام کرتا رہا مگر اس وقت وہ سمجھتا تھا کہ وہ یہ سب کچھ اچھا کر رہا ہے۔

اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے تاکہ ہم اس کے بہکاوے میں نہ آسکیں اور عذاب آخرت سے بچ جائیں۔ (آمین)

ذکر اللہ احادیث کی روشنی میں: ذکر کے متعلق احادیث مبارکہ میں جو کچھ بتایا گیا ہے' یہاں مختصراً احادیث مبارکہ کو لیا گیا ہے جن میں خصوصی طور پر ذکر اللہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب لوگ ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں جو اس کے قریب ہیں۔ (یعنی مقرب فرشتے) ذکر کرتے ہیں (مشکوٰۃ شریف ص ۵۹۸)

اس حدیث مبارکہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کا ذکر اس قدر پرسکون اور پرلطف ہے تو اللہ پاک کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں یعنی یہ سب ذکر الٰہی ہی کی طاقت ہے ذکر ان کے دلوں کو سکون اور اطمینان قلب بخشتا ہے اور اللہ بھی ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔

۲۔ ''حضرت ابوموسیٰ ؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو شخص اللہ کا ذکر نہیں کرتا ہے زندہ اور مرے ہوئے کی مانند ہے'' (بخاری شریف)

اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے کہ زندوں میں ہو یعنی اس کی روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے مگر اللہ کا ذکر نہ کرنے والا مردے کی مانند ہے آگے ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ذکر کے متعلق یہ کہا۔

۳۔ ''حضرت عبداللہ بن بسرؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کون سا آدمی بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے یعنی (بہتر آدمی وہ ہے) جس نے طویل عمر پائی اور بہترین اعمال کئے پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل بہترین ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا دنیا مین جب تک تو رہے تو تیری زبان پر ذکر الٰہی جاری ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۳)

اس حدیث مبارکہ میں بھی ذکر کی اہمیت اور فضیلت کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا اس میں ایک دیہاتی نے آپ ﷺ سے جو سوالات کئے تو ان کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کی عمر طویل ہو اور وہ اچھے اعمال کرے یعنی اللہ کی یاد اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور دوسرا یہ کہا گیا سب سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان جب تک زندہ رہے اس کی زبان پر ذکر الٰہی جاری ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۳)

اس حدیث مبارکہ میں بھی ذکر کی اہمیت اور فضیلت کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا اس میں ایک دیہاتی نے آپ ﷺ سے جو سوالات کئے تو ان کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کی عمر طویل ہو اور وہ اچھے اعمال کرے یعنی اللہ کی یاد اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور دوسرا یہ کہا گیا سب سے بہترین عمل یہ ہے کہ انسان جب تک زندہ رہے اس کی زبان پر ذکر الٰہی جاری ہو یعنی صبح و شام اللہ کو یاد کرتا رہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ''ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس اللہ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا۔ جو شخص اپنے بستر پر لیٹا ہوا اور اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس پر بھی اللہ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا (سنن ابی داؤد ص ۶۰۴)

اس حدیث مبارکہ میں اس مجلس کا ذکر کیا گیا جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو وہ مجلس ویران ہو جاتی ہے اور وہاں پر اس شخص پر اللہ نے افسوس کیا ہے جس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو یعنی وہ اللہ سے محبت نہیں کرتا پھر اس شخص پر بھی افسوس ہوا ہے جو رات کو سوتے وقت بستر پر اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ اس کے لئے رحمت آنا بند ہو جاتی ہے اور اللہ اس سے ناراض رہتا

ہے اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ کی ناراضگی سے بچیں دن رات سوتے بیٹھتے اللہ کو یاد کیا کریں۔ آگے اور حدیث میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔ ''ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ کسی جگہ سے بیٹھ کر اٹھیں اور اس نشست میں اللہ کا ذکر نہ ہوا ہو تو ان کا وہاں کھڑا ہونا یا بیٹھنا گدھے کی طرح ہے (ابی داؤد ص ۶۰۳) اس حدیث مبارکہ میں ایسی محفلوں میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جہاں پر اللہ کا ذکر نہ ہو کیونکہ اللہ کے ذکر سے غافل دل مردے کی طرح ہے جو نہ کسی کو فائدہ دیتا ہے اور نہ نقصان وہ ایک گدھے کی مانند ہے جس کی کوئی عقل نہیں ہوتی اس پر جتنا بوجھ ڈالا جائے وہ اٹھالیتا ہے چاہے اچھا ہو نہ ہو۔

تمام مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اچھی محفلوں میں جایا کریں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہو' ہمیں ایسی محفلوں سے بچنا چاہیے جہاں رقص وسرور ہوتا ہے' کیونکہ یہ محفلیں جہنم کی طرف لے جانے والی ہیں یہاں انسان کا کردار خراب ہو جاتا ہے اور اس کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ سے یہی دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو منور رکھے اور زبان سے ذکر الٰہی جاری رہے۔ (امین)

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا ''کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی اپنے نبی کریمؐ پر درود بھیجیں تو وہ مجلس ان پر حسرت ہوگی اللہ چاہے تو ان پر عذاب کرے اور چاہے تو انہیں بخشے'' (ترمذی ص ۶۰۴)

اس حدیث میں ایک بار پھر وہی کہا گیا ہے کہ مجالس کو اللہ کے ذکر سے روشن کیا جائے اور اللہ کی یاد سے سجائی جائیں اور ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے ذکر کیساتھ اس کے رسول محمد ﷺ پر بھی درود پڑھنے کا کہا گیا ہے جو مجلس اللہ کی یاد سے خالی رہ جاتی ہے تو اب اللہ ہی اس کا صلہ دینے والا ہے' اور وہی عذاب دینے والا کیونکہ وہی جس کو چاہتا ہے دیتا ہے' اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے' ہمیں اللہ پاک کی سخت ناراضگی سے بچنا چاہیے۔

حدیث: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل کی تاک میں لگا رہتا ہے یعنی جب آدمی اللہ کا ذکر (دل سے) کرتا ہے تو شیطان اس وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو وسوسے پیدا کرتا ہے'' (بخاری شریف ص ۶۰۶)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جس انسان کا دل اللہ کی یاد میں رہتا ہے تو ہر برائی اس سے دور رہتی ہے اور اس کا دل پاک رہتا ہے' اور شیطان اس موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب اس کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہوتا کہ وہ اس کے دل میں وسوسے پیدا کرے اور اس کو اللہ کی یاد سے دور رکھے اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد کرتا رہے تا کہ وکسی وسوسے کا شکار نہ ہو سکے۔ (ترجمہ وحدیث) ''حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں بندہ جو عمل کرتا ہے اس میں ذکر الٰہی سے بہتر اور عذاب الٰہی سے نجات دینے والا کوئی عمل نہیں'' (ترمذی ص ۶۰۶)

اس حدیث میں ذکر الٰہی کی فضیلت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ کا ذکر بندے کے لئے سب سے بہترین عمل ہے اور اللہ کا ذکر ہی انسان کے لئے نجات کا ذریعہ ہے اللہ کے ذکر میں دنیا اور آخرت کا ثواب ہے اسی کے ذکر سے دنیا قائم ودائم ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک کے ننانوے (۹۹) نام ہیں یعنی ایک کم سو' جو شخص ان کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری شریف ومسلم ۶۰۷) اس حدیث پاک میں اللہ کے صفاتی ناموں کا ذکر کیا گیا ہے ان ناموں کے یاد کرنے کا کتنا ثواب ہے اللہ کے ننانوے صفاتی نام ہیں ان ناموں کا یاد کرنے سے جنت کا انعام ملے گا' کیونکہ ان ناموں میں اللہ کی پاکی اور حمد وثنا کی گئی ہے جو شخص سچے دل سے للہ کے ذکر میں لگا رہے گا اور اسکے ناموں کی تسبیح کرتا ہے تو اس کے لئے نہایت اجر وثواب اور آخرت میں نجات ہے۔

حدیث: آنحضور ﷺ نے انسان کو چار بہترین کلام بتلائے ہیں۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے لئے بہترین کلام چار سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر (مسلم شریف۔۶۱۱)

اس حدیث مبارکہ میں ان پاک صفاتی ناموں کا ذکر کیا گیا ہے جن کو پڑھنے اور یاد کرنے سے دنیا او رآخرت میں انعامات کا وعدہ ہے سبحان اللہ' یعنی اللہ کی ذات پاک ہے' اس میں اللہ کے پاک ہونے کا بتایا گیا ہے۔ الحمد للہ یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ ہی کی حمد ثناء میں لگی ہوئی ہے اور اس کا شکر ادا کر رہی ہیں۔ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یہ بات انسان کو شرک سے پاک کر دیتی ہے' کہ اس دنیا میں اور آخرت میں کوئی بھی چیز اللہ کی شریک نہیں بن سکتی' وہی مالک' وہی خالق ہر مومن کا اسی بات پر ایمان ہے' اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے وہ سب سے زیادہ عظیم ہے کوئی اس کے برابر نہیں آسکتا اور نہ ہی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے' یہ زمین اور آسمان اس کی پیدا کی ہوئی ہیں وہ ان کا مالک ہے یہ وہ بہترین کلام ہیں جس سے انسان بہت بڑا مقام حاصل کر سکتا ہے اس کلام کی بدولت وہ ہر مقام میں ترقی کر سکتا ہے۔

ایک اور حدیث میں اس کی فضیلت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ ترجمہ ''حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ''سبحان اللہ وبحمدہ'' دن میں سو مرتبہ کہا تو اس کے گناہ دور کر دئے جاتے ہیں اگرچہ وہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری ومسلم شریف)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اللہ کی پاکی بیان کرنے پر انسان کے تمام گناہ معاف کرنے کی بات فرمائی ہے اور وہ الفاظ سبحان اللہ وبحمدہ ہیں یعنی پاک ہے وہ ذات اور تعریف کے لائق ہے اس ذکر کو دن میں سو مرتبہ ادا کرنا چاہیے اور جو کوئی سچے دل سے ادا کرے گا تو اسکے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے' خواہ وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر

ہوں یا پھر جتنے بھی ہوں، یہ سب صرف اور صرف اللہ پاک کے ذکر کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں اللہ کی ذات بہت پاک اور بابرکت ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں دن میں ستر (70) بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں اور اللہ کی طرف توجہ کرتا ہوں'' (بخاری و مسلم ص ۶۱۲)

اس حدیث مبارکہ میں حضرت محمد ﷺ نے استغفار کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ جتنی بار استغفار کرو گے اتنی جلدی تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جب فخر عرب وعجم یعنی آپ ﷺ کی ذات مبارکہ دن میں ستر مرتبہ استغفار کی دعا کرتے ہیں تو پھر ہم جیسے عام انسان کی کیا اہمیت ہے جو کہ گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں ہمارے لئے استغفار کی دعا کرنا اور بخشش مانگنا یہ مہنگا سودا نہیں ہے اس سے اگر ہم آخرت کے عذاب سے بچ جائیں تو یہ مشکل کام نہیں ذکر کے متعلق ایک حدیث میں یوں آتا ہے۔ ترجمہ'' آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو بھی اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔ (بخاری ۵۴۰)

اس حدیث میں یہ بتلایا گیا کہ جب لوگ جمع ہو کر خلوص سے اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ پاک کی رحمت جوش مارتی ہے، اور فرشتہ کے ذریعے پیغام دیا جاتا ہے کہ یہ تمام لوگ بخش دیئے گئے ہیں اور ان کے تمام گناہ معاف کردیئے گئے ہیں اللہ کا ذکر کرنے والی مجلسیں میں منعقد کرانے پر دوہرا اجر و ثواب ملتا ہے انکی برائیاں نیکیوں میں بدل دی جاتی ہیں اللہ کا ذکر کرنے والی مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھی جائے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون. وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین O

افضل ذکر لا الہ الا اللہ کی فضیلت: قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے ترجمہ'' جو شخص عزت حاصل کرتا ہے (وہ اللہ ہی سے عزت حاصل کرے) کیونکہ ساری عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اسی تک اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان تک پہنچاتا ہے۔ (القرآن سورۃ فاطر آیت ۱۰)

اچھے کلموں سے مراد مفسرین کے نزدیک لا الہ الا اللہ ہے جیسا کہ عام مفسرین نے نقل کیا ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد کلمات تسبیح ہیں۔ **وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا**

''اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف (واعتدال) کے اعتبار سے پورا ہے'' (القرآن سورۃ انعام آیت ۱۱۵)

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زیدؓ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلیمان فارسیؓ یہ

تینوں حضرات جاہلیت کے زمانہ میں لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: بات کی عمدگی کے لحاظ سے کون شخص اس سے اچھا ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں (القرآن سورۃ حم السجدہ آیت ۳۳)

حضور اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے تمام اذکار میں افضل الذکر "لا الہ الا اللہ" ہے اور تمام دعاؤں میں افضل دعا "الحمد للہ" ہے

لا الہ الا اللہ کا افضل الذکر ہونا ظاہر ہے کہ اور بہت سی احادیث میں کثرت سے آیا ہے کہ سارے دین کا دارومدار ہی کلمہ توحید پر ہے، الحمد للہ کو افضل دعا اس لحاظ سے فرما کہ کریم ثناء کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے، عام حالات میں اگر دیکھا جائے کہ کسی امیر و نواب اور وڈیرے کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال ہوتا ہے۔

ملا قاری فرماتے ہیں کہ تما ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے اور یہ پاک کلمہ ہے جس کے گرد دین کی چکی گھومتی ہے۔(از مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۴)

آنحضورﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ پاک سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ تعلیم فرمادیجئے جس سے آپ کو یاد کرسکوں اور آپ کو پکارا کروں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو، موسیٰؑ نے عرض کیا یہ تو ساری دنیا کہتی ہے، ارشاد باری ہو لا الہ الا اللہ کہا کرو پھر عرض کی کہ میرے رب مجھے کوئی ایسی مخصوص چیز عطا فرمائیں جو صرف مجھ کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھو اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا (از ترمذی شریف ص ۴۶۶)

حضرت فقیہ ابولیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضورﷺ نے خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کو اس طرح پڑھے کہ غلط ملط نہ ہو تو اسکے لئے جنت واجب ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی حضور غلط ملط کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اس کی طلب میں لگ جانا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو بندہ کسی وقت دن یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو نامہ اعمال میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہے۔(ابوداؤد ص ۲۱۹)

آپؐ فرماتے ہیں کہ تمام ذکروں میں افضل ذکر لا الہ الا اللہ اور تمام دعاؤں میں افضل دعا استغفار ہے (بخاری ۵۸۹)

اس حدیث میں تمام ذکروں سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ کا بیان ہے، تمام صوفیاء نے لکھا ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت حاصل ہے، اس سے سارے ہی گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب اس کے ساتھ استغفار بھی ہو تو کیا بات ہے۔

عبادت کی روح ذکر الٰہی میں ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: **یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون O** ترجمہ: اے لوگوں اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار کرو (یا تم بچو) (القرآن۔آیت ۲۰)

عبادت سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو اللہ کی عظمت و کبریائی اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنے کے ہیں۔اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اس قرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔

اول: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور آخری رسول ہیں۔

دوم: پانچ وقت نماز ادا کرنا۔ سوم: زکوٰۃ ادا کرنا (جائز مال سے) مستحق لوگوں کو

چہارم: ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنا۔ پنجم: حج ادا کرنا۔

ان میں سے نماز رکن اعظم ہے اسلام نے عقائد کے بعد عبادت میں سب سے زیادہ اہم نماز کو ٹھہرایا ہے۔

اور اس کے علاوہ ذکر اللہ' یعنی ہماری کامیابی کا دارومدار صرف اور صرف اللہ پاک کو سچے دل سے یاد کرنے سے ہیں' جیسا کہ قرآن وحدیث میں اس کے متعلق بتلایا گیا ہے۔

اللہ کو یاد کرنے کا احسن طریقہ یہ ہے کہ دن رات زبان سے اللہ کو یاد کرتا رہے' اور اس کے پاک صفاتی ناموں کا ورد کرتا رہے۔

خلاصہ بحث: ہماری تخلیق کا واحد مقصد جو قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے وما خلقت الجن والانس الالیعبدون جب پیدائش کا مقصد ہی عبادت الٰہی ہو تو پھر ذکر سے کیوں کر انکار ہو سکتا ہے۔گویا انسان کی پیدائش اور بنیادی مقصد عبادت الٰہی ہے۔اور عبادت الٰہی بجز ذکر الٰہی ناممکن ہے اس لئے دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہو گئے۔آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو اپنے ذکر مبارک سے منور کردے اور ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

﴿ مراجع و مصادر ﴾

القرآن الکریم۔شیخ عبدالقادر دہلوی' مکتبہ نعمانیہ اردو بازار' لاہور

معارف القرآن۔مولانا مفتی محمد شفیعؒ' ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور

مشکوٰۃ شریف۔خطیب ولی الدین محمد بن عبداللہ' زاہد بشیر پرنٹرز لمیٹڈ لاہور

اسلام کا ضابطہ حیات۔ شیخ نذیر احمد' زاہد بشیر پرنٹرز لمیٹڈ لاہور

دیگر کتب جن سے استفادہ کیا گیا

صحیح بخاری شریف۔ صحیح مسلم شریف۔ سنن ابی داؤد۔ ترمذی شریف۔

فضائل اعمال بحوالہ امام غزالیؒ۔

مطالعہ اسلام۔پروفیسر غلام رسول' فضل مارکیٹ لاہور

---

(06)　مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی 'فضلاءِ حقانیہ کے علمی' ادبی' تحریری' تصنیفی اور تالیفی خدمات پر کام کر رہے ہیں۔۔علم و ادب' تحریر اور تصنیف و تالیف سے شغف رکھنے والے تمام فضلاءِ حقانیہ سے درخواست ہے کہ اپنا مختصر تعارف' خدمات اور تصنیفات و تالیفات کا تعارف مولانا موصوف کے نام بھیجیں تا کہ وہ اس عظیم تاریخی کام کو بہ سہولت آگے بڑھا سکیں۔

رابطہ ایڈریس : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی' رُکن القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ ------- (ادارہ)

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

آپ ۱۵ را پریل ۱۹۵۴ء کو ضلع صوابی کے مشہور گاؤں زروبی میں متکلم عصر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے گھر پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن کریم اپنے گھر پڑھا۔ مولانا پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظرِ کرم ہے کہ پہلے پارہ کے دو تین ورق پڑھنے کے بعد دیگر پارے بغیر استاد کے پڑھے۔ مڈل تک عصری تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور سکول کے ساتھ ساتھ اپنے والد مکرمؒ سے دینی رسائل اور فارسی نظم کے رسالے پڑھتے رہے۔ مثلاً کریما' پنج کتاب اور گلستان سعدی وغیرہ۔ میٹرک کا امتحان ۱۹۷۰ء میں پاس کیا اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا اور ساتھ ساتھ حفظ القرآن میں بھی مشغول رہے۔ درس نظامی کے ساتھ آپ نے قرآن پاک بھی حفظ کیا تھا۔ ۱۹۷۸ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی۔ اور دارالعلوم حقانیہ میں بحیثیت مدرس آپ کا تقرر ہوا اور صرف ونحو' منطق اور ادب کی مختلف کتابیں تفویض ہوئیں اور آج تک دارالعلوم ہی میں شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں اور درجات عالیہ کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

فانیؔ صاحب کو زمانہ طالب علمی ہی سے لکھنے کا شوق دامن گیر تھا اس لئے فارسی' اردو' پشتو' عربی میں لکھتے رہے۔ شعر و شاعری اور ادب کے ساتھ ابتداء ہی سے شغف تھا اپنی مادری زبان پشتو میں شاعری کرتے رہے۔ اسی طرح فارسی میں بھی طبع آزمائی کی کوشش کی جس میں آپ کامیاب رہے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کی بعض غزلیں پشتو رسائل اور مجلات میں چھپتی رہیں۔ ساتھ ساتھ اہم مضامین کے تراجم بھی کرتے رہے اس کے بعد وقتاً فوقتاً ملک و بیرون ملک کے مختلف جرائد او راخبارات میں مضامین شائع ہونے لگے۔

۱۹۸۳ء میں آپ کی طبیعت اردو شاعری کی طرف مائل ہوگئی اور اردو میں نظمیں اور غزلیں لکھیں جو ماہنامہ ''الحق''۔''الخیر'' ملتان۔''خدام الدین'' لاہور۔''بینات'' کراچی۔''النصیحہ'' چارسدہ اور دیگر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہیں۔عربی میں شاعری کی۔ چنانچہ آپ کا عربی مرثیہ جو حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے سانحہ ارتحال پر لکھا گیا تھا۔ جب ماہنامہ الحق میں چھپا تو الحق ہی سے وہ مرثیہ دیوبند کے عربی ماہنامہ ''الثقافہ'' میں شائع ہوا۔غرض فانیؔ صاحب چاروں زبانوں کے قادرالکلام شاعر ہیں۔اب تک آپ کے نظموں، غزلوں وغیرہ کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔

(۱) نالہ زار: یہ آپ کے اردو کلام کا مجموعہ ہے جس کے متعلق پروفیسر محمد افضل رضا لکھتے ہیں: ''ویسے تو جناب فانی صاحب کے پشتو، اردو، فارسی اور عربی شاعری کے نمونے میری نظروں سے ماہنامہ ''الحق'' کے صفحات پر گزرے تھے لیکن ان کی اردو شاعری کا یہ پہلا مجموعہ پہلی دفعہ مطالعہ کرنے کا موقع ملا......اردو کے مشہور شاعر فانی بدایونی کا کلام تو اردو وادب کے ایک ادنی طالب علم کی حیثیت سے پڑھا لیکن پشتون فانی کا یہ مجموعہ اردو زبان میں مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ فانی (جن کی مادری زبان پشتو ہے) جہاں فارسی، عربی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں، وہاں اردو میں بھی وہ نہایت روانی اور آسانی سے شگفتہ انداز میں واردات قلبی اور معاملات حسن وعشق، احساس محرومی، غم جاناں اور غم دوراں کو سپرد قلم کرسکتے ہیں۔آپ کی نظموں اور غزلوں میں جو بیساختہ پن اور روانی ہے وہ دوسرے پشتون شعراء کی اردو شاعری میں شاید آپ کو کم ہی ملے۔فانی اپنے دل کی بات دوسروں کے دلوں تک پہنچانے کا فن جانتے ہیں۔''

پروفیسر محسن احسان کتاب کے تعارف میں تحریر فرماتے ہیں: ''آپ کا ذوق شعر اور اسلوب سخن انتہائی عمدہ ہے۔ جینے کی آرزو اللہ پر کامل یقین، موت سے باتیں، ماضی کی یادیں، حال کی فریادیں، مستقبل کی امنگیں، زندگی سے شکوے، شکایتیں، والدین سے والہانہ جذبہ عقیدت ومحبت، پاکیزہ قلبی غرور بیجا سے اجتناب، حیاتِ فانی کی بے مائیگی کا احساس...... یہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ فانی کے اشعار میں آپ کو نظر آئے گا۔''

جناب سراج الاسلام سراج اکوڑہ خٹک کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''فانی صاحب کا کلام فصاحت وبلاغت، لطافت ونزاکت، متانت اور ترنم کے تمام صفات سے موصوف ہے۔''

ذیل میں اسی مجموعے کے چند اشعار بطور نمونہ نذر قارئین ہیں:

لٹ رہا ہے عالم اسلام یوں فریاد ہے — کیسی آئی گردش ایام یوں فریاد ہے
مجلس اقوام امریکہ تابع بن گئی — سو گئی ہے غیرتِ اقوام یوں فریاد ہے
چارسو دنیا میں ہے مسلم خدایا خستہ حال — ہرجگہ رسوا ہے اور بدنام یوں فریاد ہے
مرغزاروں، لالہ زاروں یہ چناروں کی زمین — جل رہی ہے ہم کریں آرام یوں فریاد ہے

مجھے اقرار ہے اپنی خطا کا — کہ شکوہ کر لیا تیری جفا کا
صرف دشمن نہیں ہے وہ دلربا بھی — صلہ اب یہ ملا اپنی وفا کا

بعد مدت کے ملا ہے سایہ دیوارِ یار — جستجو کو میری حاصل یہ تن آسانی نہ تھی
بہرِ اظہار الم ان کو سنائی تو غزل — ورنہ ان کی بزم میں رسمِ غزل خوانی نہ تھی

طعنہ ہائے گمرہی ہم سہہ رہے تھے رات دن — راہ پر جب آگئے تو رہنما کوئی نہ تھا

(۲) ازغی دَ تمنا: جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فانی صاحب پشتو کے عظیم شاعر ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کی پشتو غزلیات کا مجموعہ ہے۔ جسکا تعارف' فہیم سرحدی' اسرار الرحمٰن طورو' مفتی رضاء الحق اور جناب سراج الاسلام سراج نے لکھا ہے۔

(۳) غمِ بے شان: فانی صاحب نے اپنے والد مکرمؒ کے انتقال پر پشتو زبان میں آں مرحوم کے تلامذہ اور اپنے احباب کے لکھے ہوئے رقت انگیز اور پر درد مرثیے ''غم بے شان'' کے عنوان سے مرتب کر کے شائع کیے جس کا پیش لفظ ملک کے معروف نقاد' ادیب' ڈرامہ نگار' افسانہ نویس' شاعر اور مصنف جناب پروفیسر محمد افضل رضا نے لکھا۔ (یاد رہے کہ غم بے شان ابجد کے حساب سے آپ مرحوم کا سال رحلت ہے ۱۴۰۳ھ)

(۴) نذرِ اشک: اسی طرح مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے سانحہ ارتحال پر جن شعراء نے نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے' فانی صاحب نے وہ مراثی یکجا کیے ہیں۔

(۵) ویرژن تصورات: یہ بھی فانی صاحب کے پشتو کلام کا مجموعہ ہے جس میں مراثی' نظمیں' نعتیں اور غزلیں سب کچھ ہے۔ کتاب پر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ کی تقریظ' جناب سراج الاسلام سراج کا تعارف اور جناب ڈاکٹر راج ولی شاہ خٹک کا ہے۔

(۶) بیا دردونہ پہ خنداذی: یہ بھی پشتو غزلیات کا مجموع ہے۔

(۷) شاھین دَ تخیل: پشتو غزلیات کا مجموعہ۔ فانی صاحب کے چند پشتو اشعار۔

زما عذر بہ زاھد خپلہ قبول کڑی — لا راغلی یی پہ لاسو کبنی جام نہ دے
لن می جنازہ دا امید اوو تہ — تاچی پہ رقیب لاسونہ واچول
چی پی یو لحظہ بے تالہ پورہ کال وی — چی تہ نہ وئی پہ کلونو سہ بہ یی حال وی
جرم موسہ دے چی د ظلم پہ مچن دلیزو — خوارا نوراشی زمانی نہ لگ تپوس خواو کڑو

دغم کردار جوڑ رسیدلی دے پہ برخہ زمونبز ڈرونـدانـہ د افسانـی نـہ بزتپوس خواوکڑو

دابہ کبنی خہ دی چی تندرونہ نی پہ سروی ولاڑ فـانـی د زڑہ واشیاني نـہ لـبـز تپوس خو اوکڑو

(۸) متاع درد: یہ کتاب جوابھی تک غیر مطبوعہ ہے اور کمپوزنگ کے مراحل سے گزر رہی ہے' یہ آپ کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ مراثی تضمینات کے علاوہ فارسی دیوان آتش شوق پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ٹائٹل کا شعر قابل توجہ ہے۔ فغاں آتشیں دارم وآہِ سردین دارم زسلطانی گریز الم متاع درد من دارم

(۹) دروس الکافیہ: فانی صاحب ایک کہنہ مشق ادیب ہونے کیساتھ ساتھ قابل قدر استاد اور کامیاب مدرس ہیں۔ ابھی تک آپکے کئی شروحات اور درسی افادات منظر پر آ چکی ہیں۔ جن میں سے دروس الکافیہ بھی ہے جو کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے' مسلسل کئی سال سے آپ کے زیر تدریس ہے اور آپ کے تلامذہ اسے اپنے ساتھ نوٹ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک قابل شاگرد مولانا محمد سلیم سواتی بھی ہیں جنہوں نے زیر تبصرہ کتاب مرتب کیا ہے بالکل وہی انداز جو مولانا کا درس میں ہے حرف بہ حرف صفحہ قرطاس پر نقل کیا گیا ہے۔ اب تک اسکے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ کوئٹہ اور پشاور کے بعض بددیانت ناشرین کی اجازت کے بغیر اس مسلسل شائع کرتے آرہے ہیں۔ اسی حساب سے دو درجن سے زیادہ اس کی اشاعتیں منظر عام پر آئی ہیں۔ علماء اور طلباء اس سے یکساں مستفید ہورہے ہیں۔ یہ شرح چونکہ پشتو میں ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو۔

(۱۰) التوضیح السامی شرح حسامی: علم اصول کی مشہور کتاب حسامی جو درس نظامی میں عرصہ دراز سے شامل نصاب ہے کی آسان عربی شرح ہے۔ انداز نہایت آسان رواں اور سلیس ہے۔ علماء وطلباء کے لئے یکساں مفید۔ بحمد اللہ اس کے اردو ترجمہ وتشریح پر کام ہورہا ہے۔ ان شاء اللہ اس کا اردو ایڈیشن بھی جلد منظر عام پر آئے گا۔

(۱۱) حیات صدر المدرسین: فانی صاحب نے اپنے عظیم المرتبت والد گرامی جامع المعقولات والمنقولات حضرت مولانا عبدالحلیمؒ صدر المدرسین جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کی سوانح عمری' حالات زندگی پر جامع اور مفصل کتاب مرتب فرمائی۔ جس میں آپ کے خاندانی مشائخ واساتذہ کا تعارف، حالات زندگی' کمالات و خصوصیات' علمی وادبی خدمات اور دیگر امتیازات پر مفصل تبصرہ اور تعارف ہے۔ اسی طرح یہ کتاب نہ صرف حضرتؒ کی سوانح حیات ہے بلکہ دارالعلوم حقانیہ کی اجمالی تاریخ بھی ہے۔ اکابر' علماء ومشائخ کی تحریرات کے علاوہ حضرتؒ کے کمالات پر دانشوروں اور مشہور قلم نگاروں کا تبصرہ بھی شامل ہے۔

(۱۲) افادات حلیمؒ: اس کتاب میں فانی صاحب نے متکلم وقت' ترجمان حدیث حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیمؒ کے ملفوظات' مضامین اور مقالات کو جمع کیا ہے۔ جس میں حضرتؒ کے ختم بخاری شریف پر افادات اور مسلم شریف کے باب الکبائر کی تشریح کے ساتھ ساتھ آپ کی مختصر سوانح بھی شامل ہیں۔

(۱۳) کاروان آخرت: مشاہیر علماء، مشائخ، سیاسی زعماء عالمی سیاستدان، ادباء، شعراء اور اہم شخصیات پر مدیر "الحق"، استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کے سحر انگیز قلم سے تعزیتی تاثرات، شذرات اور تبصرے زیر تبصرہ کتاب میں حضرت فانی صاحب نے نہایت اچھے انداز میں جمع کیا ہے۔ جس کے بارے میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب یوں رقمطراز ہیں: "مجھے اس کا اعتراف ہے کہ زیر نظر مجموعہ علم وادب اور تذکرہ و سوانح کے دفتر گرانمایہ میں چند ہلکے پھلکے مضامین اور کم سواد صفحات کے اضافہ کے سوا کچھ بھی نہیں ماسوائے اس کے کہ ایک عدیم الفرصت پراگندہ حال شخص کے پریشان خاطری کے عالم میں تاثرات غم والم کو "کاروان آخرت" کے نام سے ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے جس کے لئے مولانا محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ جو میرے انکار و تردد کے باوجود اس مجموعہ کی ترتیب کیلئے مصر رہے"

(۱۴) نقوش حقانی: حضرت فانی صاحب مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی تصنیفات و تالیفات پر نہایت ادیبانہ اور فاضلانہ انداز میں مفصل تبصرے رقم فرمائے ہیں جو "نقوش حقانی" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے۔ اور تقریرات مسلم شریف، بخاری شریف، بیضاوی شریف، تلویح و توضیح اور مسلم الثبوت کے افادات پر کام شروع کیا ہے۔ دعا ہے کہ جلدی منظر عام پر آئے۔

حضرت فانی صاحب کے بے شمار مضامین جو مختلف رسائل بالخصوص "الحق" میں شائع ہوئے ہیں پر بھی کام ہونا چاہیے۔ یقیناً آپ کے مضامین علوم و معارف اور ادب کا خزینہ و گنجینہ ہوں گے۔

آپ اپنے اس خدمات کو مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے وابستگی اور اپنے مشائخ و اساتذہ بالخصوص گرامیؒ اور محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے دعاؤں کا ثمرہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور دینی خدمات میں برکت عطا فرماویں۔ امین۔

(۱۵) سوانح شیخ القرآن مولانا عبدالهادی شاہ منصوریؒ: شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالهادیؒ شاہ منصوری کی سوانح حیات جو ایک عہد کی تاریخ ہے کو فانی صاحب نے نہایت اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔

(۱۶) چند تابندہ نقوش چند رخشندہ نفوس: مشاہیر علماء و فضلاء اساتذہ کرام احباب اور دوستوں کی جدائی پر حضرت فانی صاحب نے اپنے دلی تاثرات لکھے ہیں جن میں بعض ماہنامہ "الحق" میں بھی شائع ہوئے یہ مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے۔

علاوہ ازیں طلبہ تفسیر کے لئے آپ نے مختصر مگر جامع مقدمہ اردو اور پشتو زبان میں مرتب کیا ہے۔ جس کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں طلبہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور علم فقہ حنفی کی معروف شہرہ آفاق کتاب ہدایہ کے لئے بھی مختصر مقدمہ آپ کے شاگردوں نے ترتیب دیا ہے۔ جس سے مدرسین اور طلبہ یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

کرنل معمر قذافی کے خصوصی نمائندہ کی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات:

۲۰ نومبر ۲۰۰۹ء لیبیاء کے صدر کرنل معمر قذافی کے خصوصی نمائندے اور خارجہ سیکورٹی امور کے سربراہ ابوزید عمر دوردہ نے جمعیت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے خصوصی ملاقات کی۔ اور صدر کرنل قذافی کا خصوصی پیغام پہنچایا۔ یہ ملاقات رات کو ڈھائی گھنٹے تک جاری رہی اس ملاقات میں لیبیاء کے پاکستان میں متعین سفیر ابراہیم مختار' مولانا عرفان الحق حقانی بھی موجود تھے۔ ملاقات میں کرنل قذافی کی طرف سے پاکستان کے بارے میں خیر سگالی اور اخوت کا پیغام پہنچایا اور پاکستان کی موجودہ تشویشناک صورتحال اور امن وامان کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان کے استحکام اور امن وسلامتی کے بارے میں نیک جذبات کا اظہار کیا گیا۔ دونوں رہنماؤں نے ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال پر تفصیلی گفتگو کی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کرنل قذافی کے نمائندے کے خیر سگالی اور نیک جذبات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ لیبیاء نے ہر نازک موڑ پر پاکستان کو تنہا نہیں چھوڑا ہے۔ پاکستانی قوم کرنل قذافی کی ممنون ہے۔ دردہ صاحب نے اس دورہ میں صدر اور وزیراعظم پاکستان افواج کے سربراہان سے بھی ملاقاتیں کیں۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دورۂ ہزارہ:

جمعیۃ علماء اسلام کے زیر انتظام منعقدہ تعزیتی جلسوں میں شرکت کے لئے گزشتہ دنوں ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۹ء کو مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ہزارہ کا دورہ کیا۔ ان اجتماعات میں ایبٹ آباد' مانسہرہ' بٹگرام' شنکیاری اور آلائی کے علماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس دورہ میں آپ نے شنکیاری کی جامع مسجد جامعہ حسینہ میں علماء اور کارکنان کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ: پاکستان کی آزادی عملاً سلب ہو چکی ہے۔ ملک پر مکمل امریکہ کا کنٹرول ہے۔ حکمرانوں نے اپنے آپ کو امریکہ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ ایسے حالات میں علماء کا فرض بنتا ہے کہ وہ ملک کی آزادی سلامتی اور استحکام کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر میدان میں آئیں۔ NRO کے بارے میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ عدلیہ کا فیصلہ آزاد ہونے کا ثبوت دیتا ہے' ہم اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور پوری قوم کی عدلیہ سے اپیل ہے کہ وہ اپنے فیصلوں کو یقینی بنائیں۔ اور حکومت کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ محاذ آرائی کا راستہ چھوڑ کر اس فیصلہ کو خوشی سے قبول کریں اور اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنائیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ جن لوگوں نے

ملک کو بیدردی سے لوٹا ہے ان کا احتساب از حد ضروری ہے اور جن لوگوں نے ملک سے چوری کی ہے اس کو چور کی سزا دینی چاہیے۔ اجتماع میں ہزارہ ڈویژن کے علماء نے مولانا مدظلہ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ان سے اپیل کی کہ وہ موجودہ تاریکیوں میں آپ کی ذات پر پوری قوم کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ تمام مذہبی طبقے محرومیوں کے شکار ہیں اس لئے آپ میدان عمل میں اتر کر بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکٹھا کریں۔ اپنے خطاب میں آپ نے بزرگ پیر طریقت مولانا سید نواب حسین شاہ کی خدمات کو سراہا اور ان کے صاحبزادگان مولانا طاہر شاہ اور مولانا محمود الحسن شاہ سے تعزیت کی۔ اجتماع سے مولانا قاضی مطیع الرحمٰن، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا رفیق الرحمٰن، مولانا سید یوسف شاہ، خطیب بٹگرام مولانا عبدالحئی، مولانا چراغ الدین شاہ، مولانا خلیل اللہ حقانی، نصیر الدین اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس سے قبل ایبٹ آباد میں دارالعلوم حقانیہ کے قدیم استاد حضرت مولانا فضل مولیٰؒ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں علماء طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کوئی مدرسہ دہشت گردی میں شریک نہیں، دینی مدارس امن وسلامتی کے گہوارے ہیں۔ ہم خود دہشت گردی کے شکار ہیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا کہ خودکش حملے فتوؤں سے نہیں حکومت کی موجودہ امریکہ نواز پالیسی سے رک سکتے ہیں۔ آخر میں مولانا مدظلہ نے شیخ الحدیث مولانا فضل مولا کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بعد میں جمعیۃ کے رہنماء مولانا قاضی مطیع الرحمٰن کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے میں شرکت کی اور ان کے قریبی رشتہ دار قاضی عزیز الرحمٰن کے لئے دعائے مغفرت کی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بعد میں مانسہرہ مسجد کے خطیب مولانا فیض الباری کی والدہ کی تعزیت بھی کی اسی طرح ہری پور میں جمعیۃ کے رہنما مولانا غلام مصطفیٰ شامی اور مولانا فضل مولا کی عیادت فرمائی۔

دارالعلوم کے ختم بخاری میں اہلیہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ، جناب ایوب مامون کی اہلیہ، ہمشیرہ حضرت مولانا سید رحیم اللہ باچا مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی منظور احمد تونسویؒ کیلئے دعائے مغفرت:

دارالعلوم میں مسلمانوں اور ملک کو درپیش صورتحال کے بارہ میں وقفہ وقفہ سے بخاری شریف کے ختم کا سلسلہ جاری ہے۔ امۃ مسلمہ پاکستان بالخصوص دینی مدارس کو درپیش خطرات اور دفع آفات وبلیات کے لئے ۲۲ ردسمبر کو بھی ایوان شریعت میں ختم بخاری شریف کیا۔ اسی اثناء میں دیوبند سے حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) کی اہلیہ کی وفات کی اطلاع ملی۔ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔ دارالعلوم حقانیہ کے دیرینہ معاون حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے خصوصی عقیدت مند، ماہنامہ الحق کے پرانے قاری جناب ایوب مامون (کراچی) کی اہلیہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔ انکے لئے بھی دعائے مغفرت کی گئی

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل اور علاقہ کے بزرگ روحانی پیشوا مولانا سید رحیم اللہ باچا صاحب اور مولانا سید نثار اللہ باچا مہتمم دارالعلوم اسلامیہ اضاخیل کی ہمشیرہ کی وفات پر ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئیں۔ نیز ملتان کے دینی حلقوں کی مقتدر شخصیت اور جمعیۃ علماء اسلام (س) کے سرکردہ مخلص رہنما مولانا مفتی منظور صاحب شیخ الحدیث قاسم العلوم کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی گئی۔

جمعیت علماء اسلام نظریاتی گروپ کے سربراہ مولانا عصمت اللہ کی مولانا سمیع الحق سے خصوصی ملاقات:

جمعیت علماء اسلام (نظریاتی) گروپ کے سربراہ مولانا عصمت اللہ ایم این اے کی قیادت میں ایک اعلیٰ سطحی وفد نے دارالعلوم حقانیہ میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے خصوصی ملاقات کی۔ وفد میں مولانا عبدالقادر لونی مولانا خلیل احمد مخلص، نجیم خان ایڈووکیٹ، مولانا محمد حنیف، داد محمد، قاری عبدالوہاب شامل تھے۔ ملاقات میں دونوں قائدین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ پاکستان کو موجودہ درپیش خطرات کو روکنے کے لئے ہم مشترکہ جدوجہد کی ضرورت ہے اور مشترکات پر ملک وملت کی آزادی اور بقاء کے لئے ہماری جدوجہد میں ہم آہنگی اور یکجہتی ہونی چاہیے بالخصوص بلوچستان اور قبائلی علاقوں کے خلاف عالمی اور ملکی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا وقت ہے اور امریکہ کی مدارس اور دینی طبقوں کے خلاف نفرت انگیز پالیسی کی بھرپور مزاحمت کرنی چاہیے۔ اجلاس میں اس بات پر بھی شدید افسوس کا اظہار کیا گیا کہ بعض قوتیں دیدہ دانستہ طور پر پاکستان کی اسلامی تشخص کو مٹانے کے درپے ہیں جو یقیناً ملک کے 18 کروڑ عوام کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے گفتگو کے دوران کہا کہ پاکستان کو درپیش خطرات اور چیلنجز کا مقابلہ صرف اور صرف علماء اور دینی جماعتوں کے اتحاد سے کیا جاسکتا ہے۔ نظریاتی گروپ کے سربراہ مولانا عصمت اللہ نے مولانا سمیع الحق سے اپیل کی کہ ان نازک حالات میں پہلے کی طرح تمام دینی جماعتوں کو ایک بار پھر متحدہ پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اپنا قائدانہ کردار ادا کریں اس لئے کہ موجودہ بحرانوں کا مقابلہ تنہا کوئی جماعت اور لیڈر نہیں کرسکتا۔

اساتذہ دارالعلوم کا سفر حج:

بحمد للہ اس سال بھی دارالعلوم کے کئی اساتذہ اور متعلقین سعادت حج سے مشرف ہوئے۔ مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا راشد الحق ایڈیٹر الحق، مولانا سعید الرحمان مدرس مولانا وصال احمد ناظم تعلیمات مولانا ارشد علی شاہ مدرس۔ رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں بھی دارالعلوم کے کئی اساتذہ اور بڑی تعداد میں طلبہ نے شرکت کی۔

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: راہ عمل جلد اول تین حصے مصنف: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ضخامت: ۸۴۸ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

محترم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب برصغیر کے ان گنے چنے اہل علم اور اہل قلم حضرات میں سے ہیں۔ جن کے پُر مغز مضامین و مقالات اور اسلام و حالات حاضرہ پر آپ کے کالم بڑے ذوق وشوق سے پڑھے جاتے ہیں اور ایک دنیا آپکی ان تحریرات سے مستفید و مستفیض ہو رہی ہیں۔ اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں آپ کی ان تحریرات نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ زیر نظر کتاب راہ عمل آپ کے ان کالموں کا مجموعہ ہے جو کہ وقتاً فوقتاً مختلف اخبارات وجرائد میں شائع ہوتے رہے۔ راہ عمل ان مضامین کے مجموعہ کی پہلی جلد ہے اور یہ تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے کا عنوان ہے نقوش موعظت۔ جس میں موجودہ حالات میں بین الاقوامی اور ملکی مسائل وحالات اور صرف مسلمانوں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مختلف حادثات اور تاریخی واقعات کے پیش منظر میں عبرت وموعظمت کے پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہیں۔ اس حصہ کے مرتب مولانا شاہد علی قاسمی صاحب نے دوسرا حصہ حقائق اور غلط فہمیاں کے عنوان سے معنون ہے اس حصہ میں اسلام اور شریعت اسلام کے متعلق ملکی سطح پر پھیلی ہوئی غلط فہمیوں اور پروپیگنڈوں کا سنجیدہ جائزہ لیا گیا ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات اور اس کی عقل وفطرت اور حکمت ومصلحت سے ہم آہنگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس حصہ کا مرتب جناب نعمت اللہ قاسمی ہیں۔ تیسرے حصے کا نام ہے نئے مسائل اور اسلامی نقطۂ نظر جس میں موجودہ دور میں پیش آنے والے جدید قدیم مسائل پر دعوتی وتذکری اسلوب میں بحث کی گئی ہے اور اسلامی نقطہ نظر کی واضح کیا گیا ہے اس حصہ کے مرتب بھی جناب نعمت اللہ قاسمی ہیں۔ بلاشبہ راہ عمل کا ہر ایک کالم اور ہر مضمون اپنے اندر ایک جہانِ معانی رکھتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے فکر ونظر اسلام اور شریعت مطہرہ کے نئے زاویوں سے روشناس ہوتی جاتی ہے۔ اردو دان طبقہ کیلئے یہ کسی علمی سوغات سے کم نہیں۔ زمزمہ پبلشرز مبارکباد اور تحسین وداد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وقت کی ضرورت اور مقتضیٰ ادراک کرتے ہوئے اس اہم کتاب کی اشاعت کا بیڑہ اُٹھایا۔ (مولانا ابراہیم فانی)

کتاب: کمالات عثمانیؒ مصنف: حضرت مولانا محمد انوار الحسن انور قاسمیؒ

ضخامت: ۶۴۸ صفحات قیمت: درج نہیں۔ ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

یوں تو آج کی دنیا میں علامہ دہر' ارسطو زمان' لقمان حکمت' قطب' حکیم الامۃ وغیرہ کے الفاظ غیر مستحق

انسانوں کے لئے عام ہو چکے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسا کرنا نہ صرف اہل علم کے ساتھ ظلم بلکہ الفاظ کے ساتھ بھی سخت ناانصافی ہے۔ انصاف کا تقاضہ ہے کہ الفاظ کی بناوٹ کا خاص منشا اور مصداق ضرور ہوتا ہے جو ایسے ہی مواقع پر استعمال کئے جانے بھلے معلوم ہوتے ہیں جہاں وہ چسپاں ہو سکیں۔ الفاظ کے بے جا استعمال کی کثرت' اہل اور نااہل کو ایک ہی الفاظ سے یاد کرنے کی وجہ سے وقیع قدر الفاظ بھی بے قدر رہ گئے ہیں۔

لیکن اس موقع پر علامہ عثمانیؒ کے مقام علمی کی امتیازی خصوصیت بیان کرنے کے لئے اگر ان کو محقق اسلام حکیم ملت' دانش مند مذہب اور عالم دین کہا جائے تو بالکل درست ہوگا کیونکہ یہ الفاظ ان کی شخصیت' تصنیفات' مضامین' مقالوں اور تقریروں کی روشنی اور شہرت میں ان کے لئے بے ساختہ زیب نظر آتے ہیں۔

علمی اور تصنیفی خدمات میں حضرت علامہ کے تفسیری نکات' اسرار و رموز' ایک خلاصہ زندگی پر مشتمل تفسیر عثمانی ہے جس کو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور کی موجیں امنڈنے لگتی ہیں۔ اور احادیث مبارکہ میں اس کی شہرہ آفاق تصنیف صحیح مسلم کی شرح فتح الملہم ہے اس کتاب کی شرح سے مولانا کے علم کی وسعتوں' بلندیوں اور گہرائیوں اور مبلغ علم و فکر کا پتہ چلتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مولانا کی ذہنی اور عملی قوتیں ہر دقیق اور نازک مسئلہ پر اپنا پورا عمل دکھلائی ہے۔

ان کے علاوہ شیخ الاسلام صاحب کا تصنیف کے میدان میں العقل والنقل' اعجاز القرآن' الشہاب' لطائف الحدیث' حجاب شرعی مولانا کی اہم تصانیف ہیں۔ عالم دین ہو کر انہوں نے امت مسلمہ پر بے شمار جلسوں' مجلسوں' صحبتوں اور درسگاہوں میں اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور احادیث رسولؐ کے بیکراں سمندر ان کے سامنے بہائے ہیں۔ ان کی تقریریں جن جن مجالس میں ہوئی ہیں وہاں حاضرین جلسہ پر اس قدر کیف برستا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول پاک علیہ الصلاۃ والتسلیم کی یاد سے دلوں کی کھیتیاں لہلا اٹھتی ہیں۔

الغرض شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کی نظریں ہر دور میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں' ان کے علمی و تحقیقی کارنامے اور ان کی عملی جدوجہد پوری امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور مسلمانان برصغیر کے لئے بالخصوص ہماری تاریخ کا گرانقدر سرمایہ ہے' اللہ تعالیٰ نے ان کو بیک وقت وسیع و عمیق علم' شگفتہ اور قلم' دلنشین خطابت اور ملت مسلمہ کے اجتماعی مسائل میں معتدل اور مدبرانہ فکر سے نوازا تھا۔

علم و فضل کا یہ آفتاب اگر چہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۴۹ء کو ہمیشہ کے لئے جسمانی طور پر غروب ہو گیا۔ لیکن امام العصر شاہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید محترم پروفیسر مولانا محمد انوار الحسن انور شیر کوٹی مرحوم (المتوفی ۱۹۷۶ء) کے قبر کو اللہ نور سے بھر دے جنہوں نے حضرت علامہ شیخ الاسلام کی زندگی کے ہر پہلو کو بیان کرتے ہوئے ''کمالات عثمانی'' کے نام سے یہ عظیم کارنامہ اور تصنیف سرانجام دیا جو حضرت شیخ الاسلام صاحب کے جانے کے بعد ان کی یاد تازہ کرتی ہے اور ان کی پوری زندگی اور کارناموں کو ایک تصویری شکل میں پیش کرتی ہے۔

اگر کوئی شخص آج بھی حضرت العلامہ سے ان کے جانے کے بعد ملاقات کا خواہش مند ہو تو وہ اس عظیم

تصنیف کا مطالعہ کر کے حضرت شیخ الاسلام کی زندگی سے باخبر ہو سکتے ہیں۔اور خداوند کریم ادارہ تالیفات اشرفیہ کو بھی اپنے فضل و کرم سے نوازیں جنہوں نے اس گرانقدر سرمایہ کو بہترین طباعت اور میعاری کاغذ سے شائع کر کے امت مسلمہ پر بڑا احسان کیا۔ (مفتی غلام قادر)

کتاب: اعمال دل مع احوالؒ　　مرتب: قاری محمد اسحاق

ضخامت: ۲۱۶صفحات　　قیمت: درج نہیں۔　　ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔

دل گلستان تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار　　یہ دل بیاباں جب ہوا عالم بیاباں ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دو چیزوں سے مرکب کیا ہے۔(۱) ظاہری حصہ جس کو بدن کہتے ہیں اور اسی سے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔اور دوسرا پوشیدہ حصہ جس میں اہم دل ہے۔اور یہی درحقیقت انسان ہے۔کیونکہ انسان ظاہر صورت کا نام نہیں بلکہ انسان اس حقیقت کا نام ہے جو اس کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔جس طرح ہم اپنے گھر کو صاف رکھتے ہیں اگر گھر میں کسی جگہ گندگی یا کوڑا کرکٹ آجائے تو عورتوں کو ڈانٹتے ہیں۔اسی طرح دل بھی اللہ رب العزت کا گھر ہے‘ اس میں بھی صفائی ضروری ہے۔یعنی اس پر جو گناہوں کا میل جمع ہوا ہے اس کو صاف کرنا چاہیے اور اس قلب کی صفائی کے لئے ضروری ہے کہ ذکر اللہ یا صحبت با اہل اللہ سے مستفید ہوں کیونکہ اعمال کی درستگی قلب کے تابع ہے۔اور قلب کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو جائے یہ قلب کی صحت ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس ذکر سے تمہارے قلب کو راحت ملے پہلے اس ذکر کو اختیار کرو‘ اسی قلب کی اصلاح کے بارے میں علامہ قاری محمد اسحاق نے ایک کتاب مرتب کی ہے جو کہ ’’اعمال دل مع احوال دل‘‘ کے نام سے موسوم ہے۔ ویسے تو یہ کتاب عمدہ نکات اور دلکش حقائق پر مبنی ہے۔جن میں متعدد صفحات و خصوصیات نمایاں نظر آئیں۔جن میں سے چند ایک کو بطور مشاہدہ کے ذیل میں تحریر کیا جارہا ہے۔

اسی بنیاد پر موصوف نے یہ کتاب سلسلۃ اعمال القلوب مرتب کی جن میں باریک باریک باتیں یہ ہیں۔

(۱) اس کے ہر عنوان میں چند شرائط اور حوالہ جات کیساتھ ذکر کیا ہے (۲) اس میں قرآنی آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۳) قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ اس میں احادیث بھی ذکر کیں اور اس کیساتھ ساتھ حدیث کی صحت وضعف کا بھی ذکر کیا گیا (۴) ہر مضمون کے فوائد و مقاصد کی وضاحت کی ہے۔ (۵) ہر مضمون کیساتھ ساتھ چند واقعات سے اشارہ فرمایا۔

اس کتاب میں قارئین کے دل کی درستگی کے لئے جہاں قرآنی آیات بمع احادیث اور اس کا عام فہم ترجمہ کیا وہاں دلیل کے طور پر مضمون کو واقعات سے بھی مزین کیا۔امید ہے کہ یہ کتاب ان شاءاللہ عوام الناس کے لئے بالعموم اور تصوف سے شغف رکھنے والوں کو بالخصوص نافع ہوگی۔ (حافظ بلال الحق حقانی)

کھانسی، نزلہ، زکام

کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری — ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مَدینۃ الحِکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
[illegible]

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2009

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعوات حق ۔ (مکمل دو جلد)	" " "	" " " " "	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " " "	۴۰۰
۴۔	عبادات و عبدیت	" " "	" " " " "	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت و شہادت	" " "	" " " " "	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۲۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " " "	۹۶
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " " "	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	" " "	" " " " "	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " " "	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	" " "	" " " " "	۲۲۰
۱۶۔	فتاوی حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث و مفتیان حقانیہ	۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۲۵۰
۱۸	نظام اکل و شرب	" " "	" " " " "	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " " "	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	" " " " "	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ٥ جامعہ دار العلوم حقانیہ ٥ اکوڑہ خٹک